گاندھی کی باتیں

Phil

انتساب

ہر اس روح کے نام جو سچائی کی خاطر

تشدد کا شکار ہو گئی

ساحل

سرِ خاکِ شہیداں برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملّت ما سازگار آمد

اقبال مرحوم

مدعائے کاوش

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کی شام نہ صرف ہندستان بلکہ ساری دنیا کے لئے ایک المناک شام تھی، کیونکہ اسی شام کو ہندستان کا محبوب لیڈر، اہنسا کا پیغامبر، اور جنگ کے شعلوں سے جھلستی ہوئی دنیا کا مصلح اعظم گاندھی دنیا سے رخصت ہوا بلکہ ~~شہید~~ ہوا۔

جو افریقہ میں جنرل اسمٹس سے حق و صداقت کے لئے بائیس برس تک برسرپیکار رہا اور جس نے ہندستان کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے ہزاروں تیروسنان کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ لیکن مجروح نہیں ہوا۔ وہی مرد میدان اس شام کو ایک ہندستانی کے تیر سے گھائل ہو کر زمین پر گر پڑا۔ وہ زمین پر نہیں گرا۔ قوم کی عمارت زمین پر آ رہی۔

وَمَا کَانَ قیس ھلکہ ھلک واحدٍ
ولکنہ بنیان قومٍ تھدّما

(ترجمہ۔ قیس کی ہلاکت ایک فرد واحد کی ہلاکت نہ تھی، بلکہ ساری قوم کی عمارت

منہدم ہو گئی)

یہ واقعہ جبر تناک بھی تھا اور حسرت ناک بھی اسے ساری دنیا نے محسوس کیا۔ وفات کے بعد ہی دنیا کے اطراف واکناف سے تعزیتی پیامات دہلی پہنچنے لگے،

"نازشِ خلق کا محل نہ رہا
رحلتِ فخر روزگار ہے آج" (غالب)

دوسرے دن صبح کو مجھے یہ خیال آیا کہ اس عظیم الشان ہستی کی موت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اور جب ساری دنیا اس کا ماتم کر رہی ہے تو کیوں نہ اسی تاثیر کو اس کی یادگار بنایا جائے، اس لئے کہ جس طرح اسکی شخصیت عالمگیر تھی۔ اسکی یادگار بھی عالمگیر ہونی چاہئے۔ دنیا کے بڑے بڑے سیاست دانوں، معاصر رہنماؤں، مذہبی پیشواؤں، رفقاء کار اور معتقدین کے پیامات تعزیت وخراجہائے عقیدت کو یکجا کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ مہاتما گاندھی اپنے معاصرین کی نظروں میں کیا درجہ رکھتے تھے۔ نیز انکی سیاست کی روح اور ان کی تعلیم کے عناصر کیا تھے؟

اس خیال کو میں نے اپنے محترم دوست جناب مولانا فضل اللہ صاحب فاروقی (ندوی) کے سامنے پیش کیا انہوں نے میری بڑی ہمت افزائی فرمائی مفید مشورے دئے اور یہ رل ایس بک کا گر انقدر مضمون اپنے قلم سے ترجمہ کر کے عنایت فرمایا۔ اسلئے میں مولانا موصوف کا بہت ممنون ہوں۔

خدا کا شکر ہے کہ اسکی توفیق سے مجھے اس مقصد میں کامیابی ہوئی مجھے مہاتما کے مختصر حالات ایک خاص شکل میں پیش کرنیکا موقع ملا۔ میں اسکو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

اس مختصر سی کتاب یا رسالہ میں کہیں کہیں بیانات کے سلسلہ میں عقیدت و محبت کا غلو شامل ہو گیا ہے لیکن میں نے اسے بلا ترمیم جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ اسکے برعکس چند بیانوں میں تلخی بھی ——— پائی جاتی ہے میں نے انہیں بھی شیریں بنانے کی کوشش نہیں کی۔

پیامات و بیانات کا انتخاب فروری ۱۹۴۸ء کے اکثر انگریزی اخباروں سے کیا گیا ہے۔ جیسے ٹائمز آف انڈیا۔ بمبئی کرانیکل۔ سنڈے نیوز ایوننگ نیوز، فری پریس وغیرہ۔ علیٰ ہذا گاندھی جی کے ارشادات اور ملفوظات بھی ٹائمز ہی کے ضمیمہ سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔

اردو کے چند مایۂ ناز ادیبوں اور شاعروں کا کلام بھی اس میں شامل ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ یہ انتخاب بہت مختصر ہے ہمارے بہت سے ادیبوں اور شاعروں کے مضامین و نظمیں انتخاب سے رہ گئیں لیکن خدا چاہے گا تو اس کمی کو آئندہ اڈیشن میں پورا کر دوں گا۔

اس کتاب کو آپ تک پہنچانے میں جناب سلطان حسین صاحب مالک مکتبۂ سلطانی کی مساعی کو بھی دخل ہے انہوں نے کتاب ہذا کو پہلی فرصت میں چھاپنے کا انتظام کیا۔ میں انکے حسن انتظام کا قائل بھی ہوں اور ممنون بھی

بڑی احسان فراموشی ہوگی اگر میں اس موقع پر جناب سید شہاب الدین صاحب دسنوی (سیکریٹری انجمن ترقی اُردو بمبئی) اور محبی عبدالرزاق صاحب قریشی کا شکریہ نہ ادا کروں۔ دونوں حضرات نے مجھے اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں بڑے قیمتی مشورے دیئے انہیں کی ہدایات کی روشنی میں تحریر کا یہ گمنام مسافر اس اجنبی راہ کو طے کر سکا

اس تمام سعی و کاوش کا مقصد وحید یہ ہے کہ ہماری قوم اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو اور گاندھی جی کے مشن کو کم از کم ان کے انتقال کے بعد پورا کر دکھائے۔ شاید اس طرح سے اس خون ناحق کی کچھ تلافی ہو سکے۔

انجمن اسلام بمبئی

۲۷ فروری ۱۹۴۸ء

عبدالحلیم ساحل

عرض ناشر

ہندستان مردہ پرست ہے۔ ہم ہمیشہ اسوقت چونکتے ہیں جب وقت گذر جاتا ہے اور ہمیں اسوقت ہوش آتا ہے جب ہم اپنی غلطیوں کو درست کر ہی نہیں سکتے۔

انسان کی زندگی میں اسکی صحیح قدر ہمیں نہیں معلوم ہوتی جیسے ہماری آنکھیں وہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتیں جو کہ انہیں دیکھنا چاہئے۔ ہمارا دماغ وہ سوچ ہی نہیں سکتا جو کہ اُسے لازماً سوچنا چاہئے۔ اور ہم نے ہندستان کے بیشمار سپوتوں کی قدر انکی زندگی میں اپنی اپنی لاپرواہیوں کے طفیل نہ کی وہ جو کہتے رہے ہم نے ان سب کو اس کان سنکر اس کان سے اڑا دیا کبھی سوچنے کی زحمت ہی نہ کی کہ وہ ہستی کس پائے کی ہے اور ہم سے کیا کہہ رہی ہے۔ ہمیں کیا سمجھا سکھا رہی ہے۔ البتہ اسکے جدا ہو جانے پر ہم نے آہ و بکا ضرور شروع کردی اور اب اسکی باتیں ہمیں رہ رہ کر ستانے اور یاد آنے لگیں ہم بسورنے لگے

اور یہی کیفیت ہماری آج ہے جبکہ ہم میں مہاتما گاندھی جیسی شخصیت نہیں رہی تو اب ہم اسکی یاد میں سینہ کوبی کر رہے ہیں آنکھوں سے گنگا جمنا بہا رہے ہیں، اپنا سر پیٹ رہے ہیں اور اب ہم سمجھ رہے ہیں وہ سب کچھ جو مہاتما جیسی عظیم المرتبت شخصیت اپنی زندگی میں ہمیں سمجھانا چاہتی تھی۔

مہاتما کی شخصیت مکمل انسانیت کا ایک ایسا روشن چراغ تھی جس سے ہم درس حیات چاہتے تو لے سکتے تھے مگر ہم نے اسوقت زندگی کے اس درس کو یاد نہ کیا اُسے نہ دھرایا جسکی اشد ضرورت ہم سب کو تھی مہاتما کے پیغامات کی طرف سے ہم نے اپنے کانوں کو بند کر رکھا تھا جیسے ان میں صلاحیت ہی نہ ہو سننے کی۔ مہاتما کی زندگی ہندستان اور پاکستان کے لئے ایک ایسا بے مثل و بیش قیمت سرمایہ تھی جسے اپنی نادانی کی وجہ سے ہم نے لٹا دیا اور اب ہم اسے لٹا کر ہاتھ مل رہے ہیں۔

آج کونسا ایسا دل ہے جو مہاتما کی یاد سے خالی ہو۔ کونسی وہ زبان ہے جس پہ مہاتما کا نام نہ ہو آج سب کچھ ہے اور کل تک اسکی زندگی میں جیسے کچھ نہ تھا امیر سے لیکر غریب، ادنیٰ، اعلیٰ، ان پڑھ، جاہل، پڑھے لکھے، چھوٹے بڑے، جوان بوڑھے، بچے، سمجھدار اور نا سمجھ، نادان اور دانشمند مہاتما کے لئے سب ہی رو رہے ہیں۔ سب کی آنکھوں میں رنج و تکلیف کے آنسو اور لبوں پر سرد آہیں ہیں۔

اور انہی آنسوؤں، آہوں اور سسکیوں کو عبد الحلیم صاحب نے ایک جگہ جمع کیا ہے "گاندھی جی کی باتیں" ایک ایسا کوزہ ہے جس میں رنج و غم کے انتھاہ سمندر کو بھر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مہاتما کے بعد ہندستانیوں کے ہر طبقہ کی تڑپ اس کتاب میں موجود ہے، میرے خیال میں عبد الحلیم صاحب کی یہ کوشش ایک کامیاب پیشکش ہے جسے یادگار کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہیئے۔

عادل رشید صاحب کی کتاب "درندے" کی طرح اس کتاب کا بھی ایک مقصد ہے اور اسی لئے اسکے شایع کرنے میں بھی میرے ذوق نے اسے ہر طرح سنوارنیکی کوشش کی ہے۔

یہ کتاب بھی آپ کو درندے کی طرح ہندستان بھر کے ریلوے وہیلر بکسٹال سے دستیاب ہو سکے گی۔

اور اس کتاب کے علاوہ ہندستان اور پاکستان کے ہر دلعزیز اور مسلم الثبوت ادیب جناب کرشن چندر صاحب کی کئی کتابیں ہمارا ادارہ شایع کر رہا ہے۔ جس میں سے "دل کے سائے ہیں" زیر کتابت ہے یہ کتاب ہندستان اور پاکستان کے مانے ہوئے ترقی پسند افسانہ نگاروں کے بہترین چیدہ افسانوں کا مجموعہ ہے۔ تمام افسانوں کا انتخاب کرشن چندر صاحب نے خود کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً بیس افسانہ نگاروں کے بلند پایہ افسانے آپ کو بیک وقت ملیں گے۔

"ہم وحشی ہیں" کرشن چندر صاحب کی اس کتاب کا انگریزی گجراتی اڈیشن بھی ہم چھاپ رہے ہیں۔

Flame and Flower یہ کرشن چندر کی چیدہ کہانیوں کا انگریزی زبان میں ایک ایسا مجموعہ ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ آپ کو اس کے مطالعہ کے بعد ہو سکیگا کرشن صاحب کی کہانیوں کا ایک اور مجموعہ زیر ترتیب ہے جسمیں ان کی چیدہ کہانیاں شامل ہیں۔

"درندے" عادل رشید صاحب کی اس کتاب کا گجراتی اور انگریزی اڈیشن بھی زیر ترتیب ہے۔

"دکھتی رگیں" "کانٹے" اور "حکومت کیا ہے" یہ کتابیں بھی عادل رشید کی دماغی کاوشوں کا بیش بہا نمونہ ہیں جنہیں ہم جلد ہی پیش کریں گے۔

مہندر ناتھ کی کہانیوں کے دو مجموعے "پاکستان سے ہندستان تک" اور "جہاں میں رہتا ہوں" زیر تکمیل ہیں۔

جوش ملیح آبادی کے دو مجموعے ہم جلد ہی شائع کر رہے ہیں۔ سردار جعفری کی ایک بہترین کتاب جو علامہ اقبال پر لکھی ہوئی تحقیقات پر جامع تنقید ہے۔ بہت جلد مارکٹ میں آ رہی ہے۔

مکتبۂ سلطانی بمبئی کے ارادے بلند ہیں وہ ایک ستھرا اور صالح ادب پیش کرنا چاہتا ہے اور اب یہ آپکا فرض ہے کہ آپ اس ادارہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

سلطان حسین
مالک مکتبۂ سلطانی بمبئی نمبر ۳

حیات گاندھی کے عناصر

مرتب کے قلم سے

کاٹھیاواڑ کو مقدس سرزمین کہنا چاہئے کہ اس خاک سے ایک ایسا انسان اُٹھا جس نے ہندستان کی قسمت بدل دی۔ یہ وہی سرزمین ہے جہاں زمانۂ قدیم میں عربوں کے بحری قافلے اُترا کرتے تھے۔ جہاں محمود غزنوی کے حملے ہوئے تھے اور جسے بحیرۂ عرب آج بھی اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ کیا عجب یہ وہی خطہ نہ ہو:

"میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے"

انکی زندگی کی خصوصیت

گاندھی جی کی زندگی سراپا عمل ہے ان کی زندگی میں بڑے اتار چڑھاؤ ہیں، کس کس کو بیان کیا جائے۔ انہوں نے جو کام بھی کیا اپنے ضمیر کی آواز اور تلاش حق میں کیا۔ وہ کبھی انگلستان میں ہیں کبھی ہندستان میں ــــ، کبھی افریقہ میں کبھی جیل میں کبھی بکنگھم پیلس میں تو کبھی بھنگیوں کی جھونپڑیوں میں نظر آتے ہیں سچ ہے:-

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ✲ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

انکی زندگی کا بہاؤ

ان کی زندگی اپنے لئے کم اور دوسروں کے لیۓ زیادہ تھی۔ افریقہ میں رہے تو ہندستانیوں کے حقوق کے لئے جنگ کی ہندستان میں آئے تو اپنے ہموطنوں کے لیئے آزادی کی جدو جہد میں خضر راہ کا کام کیا اور آخر کار انہیں آزادی کی منزل تک پہنچا دیا جیل میں رہے تو خاموشی کیسا تھ کچھ نہ کچھ قوم و وطن کیلئے سوچتے رہے جیل سے باہر آئے تو پر شور ہنگاموں میں بھی وطن کی نجات کی لگن نے دم نہ لینے دیا۔

ڈکٹیٹر نہ تھے!

گاندھی جی ڈکٹیٹر نہ تھے، ایسا آدمی جو ایک معمولی انسان کی قدر و قیمت سے واقف ہو کبھی ڈکٹیٹر نہیں بنے گا۔ انہی کا مقولہ ہے کہ معمولی انسانوں کو معمولی مت سمجھو،، یہ وہی چیز ہے جو ہمیں ڈاکٹر اقبال نے لفظ خودی سے سمجھائی ہے۔ اسی چیز نے انہیں سچا، روادار بنا دیا تھا۔

ان کی غلطیاں

انسان ہی سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ گاندھی جی انسان تھے اسلئے ان سے بھی کئی مواقع پر غلطیاں ہوئیں ان کی خود نوشت سوانح میں اسکی مثالیں ملجائینگی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ ان کا اعتراف بھی ملاحظہ

کیجئے۔ جہاں بھی ان کے ضمیر نے انہیں ٹوکا یا ملامت کی انہوں نے کھلم کھلا کہا کہ میں نے غلطی کی۔ گاندھی جی میں یہ بات بڑے کمال کی تھی۔

ان کا مذہب

رواداری کا عملی درس انہوں نے ہی دیا۔ ان کی شام کی پرارتھنا میں قرآن مجید، انجیل مقدس، گرنتھ صاحب، اور گیتا پاک پڑھی جاتی تھی ان کتابوں کے ماننے والے سبکو سنتے تھے۔ اسی چیز نے ہندستان کے ایک بڑے حصہ پر رواداری کا نور پھیلایا۔

وہ ہندو مت کے ماننے والے تھے۔ مگر دوسرے مذاہب کا احترام بھی کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام مذاہب سچے ہیں۔ اس کا مطلب میرے خیال میں یہی ہے کہ تمام مذاہب کے بنیادی اصول ایک اور سچے ہیں۔

عدم تشدد

عدم تشدد یا اہنسا کو جس طرح انہوں نے پیش کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اگرچہ یہ اصول حیات دنیا کے لئے کوئی نئی چیز نہ تھا۔ کیونکہ اسلام اسی چیز کو بہت پہلے پیش کر چکا ہے۔ اور اس دعوے پر لفظ اسلام شاہد ہے۔ تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ اس گر کو سب بھلا چکے تھے اور تاریخ نے بتایا ہے کہ اس اصول کے ماننے والوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے

گاندھی جی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے بہ کمال دانائی، اور موقع شناسی، اس اصول کو نہ صرف ہندستان بلکہ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس اصول کو عین اسوقت پیش کیا جب ساری دنیا دوسری جنگ عظیم کے انگاروں پر لوٹ رہی تھی اور ہندستان تک اس کی لپٹیں پہنچ رہی تھیں۔

تلاش حق کے اجزا

تلاش حق کے اجزاء کیا تھے وہ کونسی چیزیں تھیں جن میں گاندھی جی نے حق اور سچائی تلاش کی اس پر جب آپ غور کریں گے تو یہ راہیں نظر آئینگی:-

(۱) ہندو مسلم اتحاد
(۲) ہندستان کی آزادی
(۳) چھوت چھات کو مٹانا
(۴) عورتوں کو ان کے حقوق دلانا
(۵) کھادی کا پرچار
(۶) بنیادی تعلیم
(۷) گانو سدھار

یہی چیزیں ان کی زندگی کے کارنامے ہیں، ان کے اجزائے ترکیبی تلاش کیجئے تو عمل کی ایک دنیا آپ کو نظر آئے گی۔

افسوس ہے کہ عمل کا ایک اونچا مینار گر گیا۔ صد افسوس کہ ایک ہندستانی کے ہاتھوں سے۔ ایسا کیوں ہوا، یہ ایک سوال ہے مگر اس سے کیا حاصل! اب تو یہ سوچنا چاہیے کہ آیندہ ایسا نہ ہو اور عدم تشدد کی تعلیم مٹنے نہ پائے۔

مت تربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشاں تو

گاندھی جی کے ۹ سالہ کارنامے

گاندھی جی کے کارہائے نمایاں

زندگی نام ہے حرکت کا، گاندھی جی کی زندگی اس مقولہ کی مصداق اتم تھی، ذیل میں ہم ان کی زندگی کے اہم واقعات کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہ زندگی بھر کسی نہ کسی حیثیت سے انسانی بہبودی کے حصول کے لئے بے قرار رہے۔ اور آخرش :-

"عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا"

۲۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء۔ پیدائش، بمقام پور بندر، کاٹھیاواڑ۔

۱۸۷۶ء۔ والدین کے ساتھ راجکوٹ گئے اور پانچ سال تک ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

۱۸۸۱ء کاٹھیاواڑ ہائی اسکول راجکوٹ میں داخل ہوئے۔
۱۸۸۳ء کستورہ بائی سے بیاہ
۱۸۸۷ء میٹرک پاس کیا۔ اور سامل داس کالج. بھاؤنگر میں داخل ہوئے
۱۸۸۸ء انگلستان کو روانہ ہوئے۔
۱۸۹۱ء جون، عدالت میں بلائے گئے اور ہندستان روانہ ہوئے۔
" جولائی میں ہندستان پہنچے اور اسی مہینہ میں والدہ کا انتقال ہوا۔
۱۸۹۳ء۔ قانونی چارہ جوئی کے لئے جنوبی افریقہ روانہ ہوئے
۱۸۹۴ء نتال کی عدالت میں ایڈوکیٹ کی حیثیت سے داخل ہوئے
نتال انڈین کانگریس کی بنیاد رکھی۔
۱۸۹۶ء۔ ہندستان واپس ہوئے۔ جنوبی افریقہ کے ہندستانیوں کی طرف سے تحریک شروع کی۔ نومبر میں دوبارہ افریقہ گئے۔
۱۸۹۷ء۔ ڈربن میں داخلہ، ہندستان میں انکی تقریروں سے بھڑکے ہوئے سفید لوگوں نے ان کے ساتھ بُرا سلوک اختیار کیا۔
۱۸۹۹ء۔ جنگ بوئر، ہندستانی طبی دستہ کی بنیاد رکھی اور جنگی تمغہ انعام پایا
۱۹۰۱ء۔ ہندستان واپس آئے، انڈین نیشنل کانگریس میں رضاکار کی حیثیت سے داخل ہوئے۔
۱۹۰۲ء۔ ٹرانسوال میں ہندستانی حقوق کے لئے افریقہ واپسی

سنہ ۱۹۰۳ء۔ ٹرانسوال کی ہائیکورٹ میں وکیل کی حیثیت سے داخلہ، ٹرانسوال برٹش انڈین ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی۔

سنہ ۱۹۰۴ء۔ اخبار انڈین اوپی نین کا اجرا اور اسکی اڈیٹری۔ ڈربن کے قریب پھنبز میں مرکز تبلیغ و اصلاح کا قیام۔

سنہ ۱۹۰۶ء۔ زولو باغی، ہندستانی اسٹریچر اُٹھانیوالا دستہ قایم کیا۔

اپنی بیوی کی مرضی سے تاحیات برہم چاریہ کا عہد۔

شہر جوہانسبرگ میں ہندستانیوں کا ٹرانسوال ایشیاٹک قانون کے خلاف ستیہ گرہ کا عہد۔

〃 اکتوبر۔ ہندستان کے وفد کے ساتھ وزیر نو آبادیات کے سامنے ہندستانیوں کے مسئلہ کو پیش کرنے انگلستان پہنچے

سنہ ۱۹۰۷ء۔ انگلستان سے ساؤتھ افریقہ واپسی۔

ستیہ گرہ کی تحریک کی ابتدا۔

خدمت قوم اور ستیہ گرہ کی تحریک چلانے کے لئے پریکٹس کا خاتمہ۔

۴۸ گھنٹہ میں افریقہ چھوڑ دینے کا حکم۔

سنہ ۱۹۰۸ء۔ ٹرانسوال نہ چھوڑنے پر دو مہینہ کی سزا۔

جنرل اسمٹس سے معاہدہ کے بعد رہائی۔

〃 اگست، جنرل مذکور کی عہد شکنی پر دوبارہ ستیہ گرہ۔

۱۹۰۸ء۔ اکتوبر۔ اسرٹیفکٹ نہ داخل کرنے پر دو ماہ قید سخت کی سزا
" دسمبر۔ رہائی۔

۱۹۰۹ء۔ ساؤتھ افریقہ میں چار نو آبادیوں کے نہ ملانے کے خلاف مظاہرہ کرنے والے ہندستانیوں کا وفد لیکر انگلستان روانگی۔

۱۹۱۰ء۔ جوہانسبرگ کے قریب ٹالسٹائی فارم بانتے ہیں۔

۱۹۱۱ء۔ فارم کے دو ملازموں کے اخلاقی گناہ کا کفارہ دینے کے لئے پہلا برت،

۱۹۱۳ء۔ نومبر۔ یونین گورنمنٹ نے پول ٹیکس کو منسوخ کرنیسے انکار کیا اسلئے ستیہ گرہ کی قیادت کی۔ اس سلسلہ میں گرفتاری بھی ہوئی اور ضمانت پر رہائی بھی۔
" پھر ایک نئے جرم پر ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا جھیلی۔
اسی سال دسمبر کے مہینہ میں غیر مشروط طور پر رہائی۔

۱۹۱۴ء۔ جنوری عارضی معاہدہ ستیہ گرہ منسوخ
" جولائی۔ لندن روانگی۔
" اگست۔ جنگ عظیم کی ابتدا، لندن میں طبی امدادی دستہ کا قیام۔

۱۹۱۵ء۔ مزدوروں کی حالت کا اندازہ لگانیکے لئے ہندستان

اور برما کا سفر۔

۱۹۱۵ء۔ قیصر ہند کا تمغہ حکومت کی طرف سے ملا۔

" ستیہ گرہ آشرم کا قیام، دریائے سابرمتی کے کنارہ

۱۹۱۶-۱۷ء۔ بہار میں گرفتاری، کاشتکاروں کی شکایات کی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبر منقرر ہوئے۔

۱۹۱۸ء۔ مارچ۔ احمد آباد ٹکسٹائل مل کے مزدوروں کے لئے برت رکھا۔

" فصل کے ضایع ہو جانے کے سبب مالگذاری نہ وصول کئے جانے کے مطالبہ کے سلسلہ میں برت رکھا۔ ضلع کیرا کے باشندوں کے لئے یہ برت رکھا گیا تھا۔

" وائسرائے کی جنگی کونسل میں شرکت

کیرا ضلع بھرتی کی تحریک شروع کی۔

۱۹۱۹ء۔ فروری، رولٹ ایکٹ کے واپس لینے کی تحریک ستیہ گرہ پر دستخط۔

" اپریل، آل انڈیا ستیہ گرہ تحریک کی ابتداء۔

" پنجاب میں داخل ہونے کی پابندی نہ کرنے پر دہلی میں گرفتاری اور بمبئی واپسی۔

" تشدد کی ابتداء، امرتسر جلیانوالا باغ میں قتل عام،

۱۹۱۹ء - ادائے کفارہ کے لئے سابرمتی میں تین روز کا برت،
پنجاب میں مارشل لا کا نفاذ۔
ستیہ گرہ کا التواء۔
" ستمبر۔ گجراتی نوجیون ماہوار کی اڈیٹری۔ بعد میں ہفتہ وار ہوا۔ اور ہندی میں بھی نکلنے لگا۔
" ینگ انڈیا انگریزی ہفتہ وار کی اڈیٹری،
پنجاب میں حکومت کی زیادتی کی غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کی ممبری۔
" نومبر۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی کی دہلی میں صدارت۔
مانٹ فورڈ اصلاحات کے اختیار کرنے کا کانگریس کی طرف سے امرتسر میں مشورہ۔
۱۹۲۰ء - جنوری۔ سلطان ترکی کو مقامات مقدسہ کے اقتدار سے محروم نہ کرنے کے لئے برطانوی حکومت کے سامنے وفد کی قیادت۔
" اگست۔ وائسرائے کو خط اور جنگی تمغوں کی واپسی۔
" ستمبر۔ کلکتہ میں اسپیشل کانگریس سیشن نے ان کی تحریک ستیہ گرہ کو منظور کیا۔
" نومبر۔ احمد آباد میں گجرات ودیا پیٹھ کا سنگ بنیاد رکھا۔

سنہ ۱۹۲۰ء۔ دسمبر، ناگپور کانگریس کے جلسہ میں اعلان کیا کہ ہندستان کا مقصد سوراج حاصل کرنا ہے۔

سنہ ۱۹۲۱ء۔ اپریل۔ کانگریس کی ممبر سازی کا ایک پروگرام مرتب کیا فنڈ جمع کرنا۔ اور سارے ہندستان میں ۲۰ لاکھ چرخہ مہیا کرنا۔

" ماہ جولائی۔ بدیسی کپڑوں کی بائی کاٹ کی تحریک شروع کی بمبئی میں بدیسی کپڑوں کے ڈھیر میں آگ لگائی گئی۔

" دسمبر۔ کانگریس کی طرف سے مکمل انتظامی اختیارات دئے گئے۔

سنہ ۱۹۲۲ء۔ فروری، باردولی کی ستیہ گرہ تحریک شروع کرنے کی اطلاع وائسرائے کو دی۔

" چوری چورا کی تحریک میں عوامی تشدد کا کفارہ یوں ادا کیا کہ ۵ روز کے روزے رکھے۔
تحریک ستیہ گرہ کو ختم کر دیا۔

" مارچ۔ بغاوت کے جرم میں گرفتاری اور چھ سال قید۔

سنہ ۱۹۲۴ء۔ جنوری۔ التہاب زائدہ (زائد آنت) کا اپریشن۔ فروری میں رہائی۔
ینگ انڈیا اور نوجیون کی اڈیٹری۔

۱۹۲۴ء۔ ستمبر، ہندو مسلم اتحاد کے لئے اکیس دن کا فاقہ۔
دسمبر۔ بلگام کانگریس کی صدارت۔
۱۹۲۵ء۔ کل ہند چرخہ سنگھ کی بنیاد ڈالی۔
نومبر میں آشرم میں رہنے والوں کے گناہوں کے بدلے میں ۷ دن کا برت۔
۱۹۲۸ء۔ اگر ۱۹۲۹ء کے اخیر تک ہندستان کو ڈومینین اسٹیٹس (درجہ نوآبادیات) نہیں ملا تو کانگریس آزادی کا اعلان کر دے گی۔
۱۹۲۹ء۔ دسمبر لاہور۔ کانگریس کے اجلاس میں تجویز پیش کی کہ کانگریس کا مقصد سوراج سے مکمل آزادی ہے۔
۱۹۳۰ء۔ فروری۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی طرف سے اختیار دیا گیا کہ سول نافرمانی شروع کریں۔
" مارچ۔ والیسرائے ہند کے نام ایک خط لکھا۔ اور اس میں بتایا کہ اگر کانگریس کے مطالبات نہ مانے گئے تو نمک کا قانون توڑیں گے۔
" اپریل میں ڈانڈی کو کوچ، مئی میں گرفتار ہوئے۔ بلا مقدمہ جیل۔ اس پر تمام ہندستان میں ہڑتال ہوئی۔
۱۹۳۱ء۔ بلا شرط رہائی۔ مارچ۔ گاندھی اروِن معاہدہ

۱۹۳۱ء۔ اگست۔ دوسری گول میز کانفرنس کے لئے لندن کو روانگی۔
" ستمبر تا دسمبر۔ کانفرنس میں شرکت اور ہندستان کو واپسی
۱۹۳۲ء۔ جنوری۔ گرفتاری اور بلا مقدمہ جیل۔
" ماہ ستمبر میں کمیونل آوارڈ میں ہریجنوں کے جداگانہ انتخاب کو ختم کرنے کے لئے جیل ہی میں مرن برت رکھا۔
حکومت کو شکست ہوئی۔
۱۹۳۳ء۔ فروری، ہریجن ہفتہ وار ہندی اور انگریزی اخبار کی اشاعت
مئی۔ ۲۱ دن کا برت اپنے تزکیۂ نفس کے لئے۔
بلا شرط رہائی۔
حکومت کے آرڈیننس کے اُٹھانے پر ۶ ہفتہ کے لئے سول نافرمانی موقوف کر دی۔
" جولائی۔ حکومت بمبئی کو احمد آباد سے راس تک سول نافرمانی کے چلانے کے فیصلہ کی اطلاع کی۔ گرفتار کر لئے گئے اور بلا مقدمہ چلائے قید کر دئے گئے۔
" اگست۔ رہا کر دئے گئے۔ پھر دوبارہ گرفتار کئے گئے۔
چھوت چھات کے پروپگنڈے کے لئے برت رکھا۔ پھر بغیر شرط رہا کئے گئے۔
" نومبر۔ ہریجن کی توسیع کے لئے دورہ کیا۔

۱۹۳۴ء۔ بمبئی کانگریس اجلاس، سیاست سے علیحدگی کا فیصلہ۔ دیہات کی ترقی کے لئے تعمیری پروگرام میں مشغولیت۔
دسمبر۔ کل ہند صنعتی انجمن کا افتتاح۔

۱۹۳۶ء۔ سیواگرام کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنانا طے کیا۔

۱۹۳۷ء۔ واردھا میں تعلیمی کانفرنس کی صدارت کی۔ اور اساسی کاریگری کے ذریعہ تعلیم کا ایک خاکہ پیش کیا۔

۱۹۳۹ء۔ راجکوٹ میں راجاؤں کی حمایت، قانون بدلنے کے لئے مرن برت رکھا۔ وائسرائے کی مداخلت پر برت ختم کیا۔

۱۹۴۰ء۔ جولائی۔ حالات جنگ پر وائسرائے سے گفتگو۔
" اکتوبر۔ انفرادی طور پر سول نافرمانی کا فیصلہ۔
ہریجن اور دوسرے ہفتہ وار اخباروں کو بند کر دیا۔

۱۹۴۱ء۔ کانگریس کی لیڈری سے ان ہی کی درخواست پر علیحدگی۔

۱۹۴۲ء۔ جنوری۔ ہریجن اور دوسرے ہفتہ وار اخباروں کو پھر نکالا۔
مارچ۔ دہلی میں کرپس سے ملنے کے بعد، کرپس کی پیشکش کو بیان کیا۔
اگست۔ کل ہند کانگریس ورکنگ کمیٹی کی "ہند سے نکل جاؤ" والی تجویز پر گرفتار ہوئے اور آغاخان پیلیس پونہ میں قید ہوئے

۱۹۴۲ء اگست تا دسمبر، والیسرائے سے ہندستان کی بدامنی کے بارے میں خط و کتابت۔

۱۹۴۳ء۔ ۲۱ دن کا برت۔ ۳۰۔ مارچ کو برت توڑ دیا۔

۱۹۴۴ء۔ فروری۔ آغاخان پیلس میں کستوربا گاندھی کی موت
" ستمبر۔ گاندھی جناح گفتگو۔
اکتوبر۔ ۷۵ ویں سالگرہ کے موقع پر ۱۱۰ لاکھ روپیوں کی تھیلی کستوربا فنڈ کے لئے پیش کی گئی۔

۱۹۴۵ء۔ جون، شملہ کانفرنس، شملہ سے روانگی۔ کانفرنس ختم ہونے سے پہلے۔

۱۹۴۶ء۔ فروری۔ وائسرائے سے غذائی حالت پر گفتگو۔
اپریل۔ امن کے لئے ایک وفد بنگال کو بھیجا۔ بہاری بندوبست سدھار کے لئے۔
گاندھی جناح اپیل۔ ہریجن سے قید اٹھالی گئی۔
لارڈ ویول سے گفتگو۔
برطانوی کابینہ کے وزراء سے گفتگو۔
نومبر۔ جناح، نواب آف بھوپال اور لارڈ ویول سے گفتگو

۱۹۴۷ء۔ جنوری۔ نواکھالی میں امن کے لئے دورہ۔ رابطہ عوام

ایشائی کانفرنس میں خطبہ۔

ستمبر۔ "برت ختم ہوسکتا ہے۔ اگر کلکتہ کے عوام ہوش سے کام لیں"

۱۹۴۸ء۔ جنوری ۱۳ر ہندو مسلم اتحاد کے لئے برت رکھا۔

" ۲۰ر جنوری، پرارتھنا سبھا میں بم پھینکا گیا۔

" ۳۰ر جنوری، پونہ کے ایک باشندہ نے گاندھی جی کو گولی ماردی

گاندھی جی کے ارشادات عالیہ

ہمارا ہندستان

جمہوریت

مذہب

حق و عدم تشدد

عورت

کھادی و چرخہ

ہندو مسلم اتحاد

سرمایہ داری اور مزدور

کمیونزم

گائے

صنعتی زمانہ

برتھ کنٹرول

چھوت چھات

تعلیم نسواں
زبان اور رسم الخط
خوراک و غذا
برطانیہ
دوسری جنگ عظیم

نوٹ:-

وقت کا کونسا ایسا مسئلہ تھا جس پر گاندھی جی نے کچھ نہ کچھ ارشاد نہ فرمایا ہو۔ ان کے تمام ارشادات کو اس جگہ پیش کرنا تو مشکل ہے البتہ ذیل میں ہم ان کے صرف اہم بیانات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

ان بیانات میں جو چیز سب سے زیادہ قابل توجہ ہے وہ گاندھی جی کا بے باک اظہار خیال ہے، جس کے ساتھ خلوص و محبت کی مٹھاس بھی شریک ہے۔ درحقیقت ان بیانوں کو پڑھکر یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آج کے ہندستان نے جو زریں خلعت آزادی زیب تن کی ہے، اس کے بیل بوٹے اسی عظیم المرتبت ہستی کے ہاتھوں کا اثر، اور اسی کی روشن دماغی کی آبیاری کا نتیجہ ہیں۔ بیشک وہ اس جنت نشان کے باپو تھے!

میرا ہندوستان

میں اس ہندوستان کے لئے کام کروں گا جس میں ایک غریب سے غریب آدمی بھی اسے اپنا وطن سمجھتا ہو، اور اس کی تعمیر میں اسکی آواز موثر ہو۔ اس ہندوستان کے لئے کام کروں گا جس میں اونچے اور نیچے آدمیوں کا فرق نہ ہوگا۔ جس میں تمام فرقے پورے اتحاد و اتفاق سے رہ سکیں گے۔

اس ہندوستان میں چھوت چھات کی لعنت نہ ہوگی نشہ آور چیزیں ممنوع ہوں گی۔ عورتیں اس سے اسی طرح بہرہ مند ہوں گی جس طرح مرد، اور چونکہ ہمارا رشتۂ محبت ساری دنیا سے استوار ہوگا اس لئے ہم نہ کسی سے ناجائز فائدہ اُٹھائیں گے اور نہ ہی اسکا

موقع دیں گے کہ ہم سے کوئی ناجائز فائدہ اُٹھائے۔ اسوقت ہمیں بہت معمولی اور تھوڑی فوج رکھنی پڑے گی۔

اس میں تمام لوگوں کے مفاد کو بشرطیکہ وہ کسی کے مفاد سے نہ ٹکرائیں ان کی عزت کی جائے گی۔ چاہے وہ ملکی ہوں یا غیر ملکی، میں ذاتی طور پر اس تفریق سے نفرت کرتا ہوں، میں اس قسم کے ہندستان کا خواب دیکھتا ہوں۔

ساری دنیا میں صرف ہندستان ہی کو مذہبی برتری کا فخر حاصل ہے اس پاک باطنی کی نظیر ساری دنیا نہیں پیش کر سکتی، جیسے ہندستان نے رضاکارانہ طور پر اختیار کر چکا ہے۔ ہندستان کو آہنی ہتھیاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ روحانی ہتھیاروں کے ذریعہ لڑا ہے۔ اور یہی اب بھی کر سکتا ہے۔ دوسری قومیں سفاک فوجیں رکھتی ہیں۔ لیکن ہندستان ان سب کو صرف اپنی روحانی طاقت سے فتح کر سکتا ہے۔

سوراج جسکی بنیاد اہنسا پر ہے اس میں لوگوں کو اپنے حقوق جاننے کی ضرورت نہیں ہے ہاں ان کو اپنے فرایض منصبی جاننے کی ضرورت ہے، کوئی فرض ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ ہی ساتھ حق

پیدا نہ ہوتا ہو۔ سچے حقوق وہی ہیں جن کے فرایض کی ادائیگی ہو۔

جمہوریت

جمہوریت کے متعلق میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس کے تحت کمزور ترین اور مضبوط ترین دونوں یکساں طور پر حقوق رکھتے ہوں،

خدا کی زمین پر نہ تو کوئی بڑا ہے اور نہ چھوٹا، لہذا کسی شخص کا اپنے کو دوسرے سے بڑا اور اونچا سمجھنا گناہ ہے اور جرم بھی۔

آج کل کی مغربی جمہوریت تو نازیزم اور فاسیزم میں حل ہو گئی ہے۔ قومی پیمانہ پر جب تک عدم تشدد کو نہ مان لیا جائے گا نہ تو کوئی دستوری حکومت ہو گی اور نہ جمہوری حکومت۔

مذاہب

میں غائر مطالعہ اور تجربہ کے بعد ان نتائج پر پہنچا ہوں۔

(۱) تمام مذاہب سچے ہیں۔

(٢) تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہیں۔

(٣) تمام مذاہب مجھے اسی طرح عزیز ہیں جیسے مجھے میرا ہندو مت میں تمام عقیدوں کا اسی طرح احترام کرتا ہوں جس طرح اپنے عقیدہ اور ایمان کا، اسی کا نتیجہ ہے کہ میرے نزدیک تبدیل مذہب غیر ممکن ہے۔ ہماری دعا یہ نہ ہونی چاہیئے کہ "اے خدا لوگوں کو وہ روشنی دے جو تو نے مجھے دی ہے"

بلکہ دعا یہ ہونی چاہیئے کہ "اے خدا ان سب کو روشنی اور سچائی دکھا کہ وہ اپنی بلند ترین ترقیوں کے لیئے اسکے محتاج ہیں"

---

(٢) ہندو دھرم ایک اتھاہ اور وسیع سمندر ہے جس میں بیش بہا جواہرات بہہ رہے ہیں۔

(٣) عبادت صبح کی کنجی ہے اور شام کا قفل ہے،

حق اور عدم تشدد

(١) میرا مذہب انتہائی سچائی اور عدم تشدد ہے۔ عدم تشدد میرے ایمان کا اولین و آخرین رکن ہے۔ ساری انسانیت کے لیئے وہی ایک زبردست طاقت ہے۔ عدم تشدد

بہادری کی بلند چوٹی ہے، وہ ایک گہر بائی شعاع عمل ہے

---

(۲) عدم تشدد کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

---

(۳) بہادری جسم کی صفت نہیں بلکہ روح کی ہے۔ وہ جو اپنے ہاتھ خون سے رنگتا ہے۔ بہادر ہے۔ مگر وہ شخص جو اپنی موت کا استقبال اس طرح کرتا ہے کہ اسکی چھنگلیاں کو بھی حرکت نہیں ہوتی وہ زیادہ بہادر ہے۔

کھادی اور چرخہ

چرخہ کاتنا ایک فریضہ اور دینی رسم ہے، ہندستان دم توڑ رہا ہے۔ اگر تم اسے بچانا چاہتے ہو تو کم از کم وہ کرو جو میں تم سے کہتا ہوں یہی وقت ہے کہ تم چرخہ لے لو یا پھر تباہ ہو جاؤ۔

ہندو مسلم اتحاد

(۱) ویر ساورکر اور قائد اعظم جناح مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ دعویٰ

کروں کہ میں ہندستان کے لاکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کی روحانی اتحاد کی نمایندگی کرتا ہوں اور ان کے علاوہ ان لوگوں کی بھی نمایندگی کرتا ہوں جو اپنے کو ہندستان کا فرزند کہتے ہیں۔ میں ابھی زندہ ہوں اور اس ملک کے ہر باشندے کے لئے اپنی جان دینے کی طاقت اور تمنا رکھتا ہوں (خوشا قسمت کہ یہ تمنا پوری ہو گئی)

---

(۲) اگر میری زندگی میں نہیں تو میرے مرنے کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کو معلوم ہو گا اور وہ دیکھیں گے کہ میں نے فرقہ وارانہ اتحاد کے شوق کو کبھی نہیں چھوڑا۔

---

(۳) اس اختلاف اور انتشار کے ملک میں کوئی چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا نہ ہو جائے۔

عورت

(۱) ہماری عورتوں کو وہ مغربی طور و طریق کی نقالی نہ کرنی چاہیے

جوان کے ماحول کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ ان کو تو وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو ہندستانی فضا کے لئے مناسب ہوں عورتوں کو چاہئے کہ انتہائی باضابطہ اور متین ہاتھوں سے اپنی بہترین چیزوں کی حفاظت کریں، وہ چیزیں جو ہماری تہذیب کی جان ہیں اور بلا پس و پیش ان چیزوں کو رد کر دیں جو سفلی اور باعثِ رسوائی ہیں۔

---

(۲) میری رائے ہے کہ اس ملک میں صحیح تعلیم یہ ہونی چاہئے کہ عورتوں کو "نہیں" کہنے کا فن سکھلایا جائے۔ چاہے وہ خود ان کے شوہروں ہی سے کیوں نہ کہنا پڑے، میرا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ یہ ان کے فرائض میں سے نہیں ہے کہ وہ مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنکر رہیں بلکہ جس طرح ان کے فرائض ہیں اسی طرح ان کے کچھ حقوق بھی ہیں

ہم میں سے ہر مرد کو اسوقت تک اپنا سر شرم سے نیچا رکھنا چاہئے جب تک کہ کوئی عورت ہماری نفسانیت کا شکار ہوتی ہے۔

سرمایہ داری اور مزدور

(۱) میرا عقیدہ یہ ہے کہ سرمایہ اور محنت کو ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیے۔ اس طرح ان کی ایک علیحدہ جماعت بن سکتی ہے اور وہ سب خوشحال اور اتحاد کی زندگی بسر کر سکتے ہیں سرمایہ داروں کو اپنے مزدوروں کی صرف مادی بھلائی کا خیال نہ ہونا چاہیے بلکہ انہیں ان کی اخلاقی حالت میں بھی سدھار نے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ مزدوروں کے مفاد کے ضامن ہیں۔

---

(۲) ایسی چیزوں کو خریدنا گناہ ہے جو مظلوم مزدوروں کے ہاتھوں کی بنائی ہوں اور اس کا فائدہ غیر اٹھاتے ہوں۔

کمیونزم

(۱) عدم مساوات کا خیال ایک لعنت ہے لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے انسانوں کے سینوں سے بندوق کی گولیوں کے ذریعے نکالا جائے۔ انسانی سینہ خود بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

روس کا کمیونزم، وہاں کے باشندوں پر زبردستی مسلط کیا گیا ہے وہ ہندستان کے لئے قابل نفرین ہے۔ اگر یہاں کمیونزم بلا کسی تشدد کے آئے تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ کیونکہ اس حالت میں کسی کی جائیداد اسکی ذاتی ملکیت نہ ہوگی، وہ قوم کی ہوگی اور قوم کے مفاد کے لئے ہوگی۔ اس کمیونزم میں ایک لکھپتی کے لئے لکھپتی رہنا ممکن ہوگا۔ لیکن اسکی دولت قوم کی عام فلاح وبہبودی کے لئے وقف ہوگی عام مفاد کے لئے اس پر حکومت قبضہ کر سکتی ہے۔

گائے

گائے نیم انسانی زندگی کی ایک پاکیزہ ترین شکل ہے۔ وہ دیگر اسی قسم کے جانوروں کی طرف سے ہم (اشرف المخلوقات) سے مطالبہ رحم و انصاف کرتی ہے۔

گائے کی آنکھیں ہم سے کہتی ہیں کہ "تم ہم پر اس لئے مقرر نہیں کئے گئے ہو کہ ہمیں مارو اور ہمارا گوشت کھاؤ یا ہم سے بُرا سلوک کرو، بلکہ تمہیں اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ تم ہمارے دوست اور محافظ بنکر رہو۔

گائے میرے لئے رحم و فریاد کی ایک نظم ہے، اسی کی بدولت انسان تمام مخلوق کے ساتھ اپنی یگانگت کا احساس کرسکتا ہے۔

صنعتی زمانہ

(۱) میں ترقی، خود مختاری اور آزادی ضرور چاہتا ہوں۔ لیکن میں ان چیزوں کی خواہش صرف روح کی خاطر کرتا ہوں

مجھے اس بارے میں شک ہے کہ گزشتہ پتھر کے زمانہ پر مشین کا یہ زمانہ فوقیت رکھتا ہے۔

---

(۲) اگر مشینیں نابود ہو جائیں تو میں اس واقعہ پر روؤں گا نہیں اور نہ اسے کوئی نقصان سمجھوں گا۔ میں اس قسم کی مشینوں کا قائل نہیں ہوں۔

---

(۳) بے جان مشینوں کو ان جاندار مشینوں کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دی جا سکتی جو ہندستان کے سات لاکھ خستہ حال دیہاتی لوگ پیش کرتے ہیں۔ مشین جو جائز طور پر استعمال کی جائے وہ یقیناً مفید اور انسانوں کے لئے آرام دہ ہے۔ مگر افسوس اس کا ہے کہ مشینوں کا موجودہ طریقۂ استعمال تو صرف یہ کرتا ہے کہ چند گنتی کے آدمیوں کے سامنے مال و دولت کا ایک انبار لگا دیتا ہے اور دوسری طرف لاکھوں مرد اور عورتوں کے منہ سے روٹی کا ٹکڑا نکال لیتا ہے۔

برتھ کنٹرول یا ضبط تولید

(۱) ضبط تولید کے مسئلہ میں کسی کو کیا اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن قدیم زمانہ سے اسکے لئے جو طریقہ مقرر ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو پایا جائے۔ یعنی برہم چاری رہا جائے۔ اس سلسلہ میں یہی ایک بہترین اور واحد ذریعہ نجات ہے۔

---

(۲) طبیب اور ڈاکٹر برتھ کنٹرول کے مصنوعی طریقے دنیا والوں کو بتاتے ہیں گویا ان پر احسان کرتے ہیں، کاش وہ اس کی بجائے انہیں اپنے نفس پر قابو حاصل کرنیکا کوئی طریقہ بتاتے!

---

(۳) عورت و مرد کا ملاپ محض تفریح و نشاط کی غرض سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اسکا مقصد تو افزائش نسل ہے۔ ایسا ملاپ جس میں افزائش نسل کی خواہش نہ ہو جرم ہے۔

چھوت چھات

(۱) چھوت چھات کی رسمیں گناہ اور جرم ہیں۔ اگر اس سانپ کو نہ مارا گیا تو وہ ہندو مت کو ڈس لے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔

---

(۲) میں بلاشبہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اونچی ذات کے ہندوؤں نے ہریجنوں سے محبت کا سلوک نہ کیا تو ہندو مت ہریجنوں کو کھو بیٹھے گا۔ اور خود انہیں بھی اور جس قدر جلد انہوں نے یہ کام کیا اسی قدر ہندو مت محفوظ، اور وہ دونوں بھی بچ جائیں گے اگر ان سے میل ملاپ نہ ہوا تو ہندو مت اور وہ خود تباہ ہو جائیں گے اونچی ذات کے ہندو اگر ہریجنوں کے لئے لاکھوں روپئے خرچ کر سکتے ہیں تو اس سے کچھ حاصل نہیں، ضرورت تو اسکی ہے کہ ہریجنوں کو روحانیت میں اپنے برابر کا سمجھا جائے۔ اس کے بغیر اونچی ذات والوں کی تمام مادی امدادیں ان کے لئے ایک بدبودار اور بے کار چیزیں ہیں۔

تعلیم، تعلیم نسواں

مردوں کے لئے یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ وہ تعلیم کی بنیاد پر عورتوں کو انکے جائز حقوق سے محروم کر دیں یا سرے سے ان کا انکار کر دیں البتہ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے فطری اور جائز حقوق کے لئے تعلیم میں کوشش کریں اور ان حقوق کی ترویج کریں۔ اسکے باوجود بھی معرفت نفس کی تعلیم لاکھوں نفوس کے لئے مشکل بنی رہے گی۔

بہت سی کتابیں معصوم مسرتوں سے معمور ہوتی ہیں جن سے لطف اندوز ہونا بغیر تعلیم کے مشکل ہوتا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بغیر تعلیم کے ایک انسان جانور کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اگر تم اپنی تعلیم کے زمانہ میں اپنے اخلاق و عادات درست نہ کرو اور اپنے خیالات اور اعمال پر قابو نہ پاؤ تو تمہارا شکسپیر اور ورڈسورتھ کا مطالعہ اور نیز تمہارے تعلیمی وظیفے سب کے سب بیکار ہیں۔

زبان اور رسم الخط

انڈین یونین کے تمام مسلمان باشندوں کے ایک چوتھائی۔ یو پی میں رہتے ہیں۔ وہاں سرتیج بہادر کی طرح بہت سے ہندو ایسے ہیں جو اردو کے عالم ہیں کیا ان کو اردو رسم الخط فراموش کر دینا پڑے گا؟ مناسب تو دونوں رسم الخط کو اختیار کرنا ہوتا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو سرکاری معاملات میں اختیار کیا جاتا۔ اس سے دونوں رسم الخط کا سیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تب زبان خود اپنی فکر آپ کر لیتی اور صوبے کی زبان ہندستانی بن جاتی۔ دونوں رسم الخط کی واقفیت بیکار نہ جاتی اس سے وہ خود اور ان کی زبان مالامال ہوتی۔

ہمیں مسلمانوں کے ساتھ مساوی شہریوں کا برتاؤ کرنا چاہئے مساوی برتاؤ کا تقاضہ یہ ہے کہ اردو رسم الخط کا بھی احترام کیا جائے۔

غذا اور خوراک

ہمیں غذا بالکل اس طرح کھانی چاہئے جیسے کوئی دوا کھائی جاتی ہے۔ اسکے بارے میں یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا وہ ذائقہ دار ہے یا نہیں۔ اسکی ایک خاص مقدار ہی مقرر ہونی چاہئے اتنی جتنی بدن کے لئے کافی ہو۔ جس طرح ایک خاص مقدار سے زائد

یا کم دوا اپنا کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ بعینہ غذا کا بھی یہی معاملہ ہے۔

اس مقولہ میں بڑی سچائی ہے کہ انسان وہی ہو جاتا ہے جو وہ کھاتا ہے۔ بھاری غذا انسان کو بھاری بنا دیتی ہے۔

برطانیہ

میں نہ انگریزوں کے خلاف ہوں اور نہ برطانیہ کے اور نہ کسی حکومت کے خلاف ہوں۔ ہاں میں جھوٹ اور ظلم کا ضرور مخالف ہوں جب تک گورنمنٹ ناانصافی کرتی رہیگی اسے چاہیئے کہ مجھے اپنا کٹر دشمن سمجھے۔

ہندستان والوں کی بڑائی اس میں نہیں ہے کہ انگریزوں کو اپنا کٹر دشمن سمجھ کر انہیں ہندستان سے پہلی فرصت میں بھگا دیا جائے بلکہ بڑائی کا راز اس میں ہے کہ انہیں اپنا دوست بنایا جائے۔ اور بین الاقوامی جمہوریت کا ایک حصہ دار قرار دیا جائے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے کرنا چاہیئے کہ شہنشاہیت کی بنیاد اس چیز پر رکھی گئی ہے کہ غیر ترقی یافتہ قوموں اور نسلوں کو کچلا جائے اور فوجی طاقت کا سہارا لیا جائے۔

دوسری جنگ عظیم

اتحادی اب تک کسی اخلاقی چیز کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں۔ اور خصوصاً اس حالت میں جبکہ انہوں نے اپنے کندھوں پر ہندستان اور افریقہ کے باشندوں کی غلامی کا دوہرا بوجھ لاد رکھا رہا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ہندستان اپنے آخری سپاہی تک جاپان کا مقابلہ کرے۔ اگر ہندستان آزاد ہو جائے تو اس کام کو زیادہ خوش اسلوبی سے انجام دیسکتا ہے۔ اور اسے ایک بنیا تجربہ حاصل ہوگا۔ ۲۴ گھنٹوں میں اسکا رجحان بدلا جاسکتا ہے۔ تمام پارٹیاں اسوقت ایک ہوکر کام کریں گی اور اگر آج ایسی جاندار آزادی کا اعلان ہو جائے تو یقیناً ہندستان ایک طاقتور حلیف ہوگا۔

گاندھی جی کے

اقوالِ زرّیں

(۱) میں نے اخبار نویسی محض اخبار نویسی کی غرض سے اختیار نہیں کی۔ بلکہ اس لئے اختیار کی ہے کہ وہ میرے منتخب زندگی کے مشن میں معاون و مددگار ہو۔

---

(۲) انصاف بلا رحم کے شیلاک کا انصاف ہو جاتا ہے۔ انصاف کو خود اپنے لئے مہر و کرم درکار ہے اور رحم دلی کو بھی سختی کے ساتھ انصاف پر ور ہونا چاہئے۔

---

(۳) حیات، موت پر ایک دائمی فتح ہے۔

---

(۴) دنیا میں محبت سب سے بڑی طاقت ہے۔ مگر اس کا تخیل بہت نازک ہے، محبت مطالبہ نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ عطا کرتی رہتی ہے۔

(۵) ستیہ گرہ ایک زبردست ریاضت ہے۔ وہ ایک بڑا مجاہدہ صبر اور ایمان ہے۔

---

(۶) میڈیکل سائنس عملیات سفلی کا خلاصہ ہے۔

---

(۷) سنہری ہتھکڑیاں خودداری کو لوہے کی ہتھکڑیوں سے کم مجروح نہیں کرتیں۔

---

(۸) کمزور انسان ہی کبھی عفو و درگذر سے کام نہیں لیتا۔ وہ تو صرف بہادر آدمی کی صفت ہے۔ حلم اسی وقت قابل تعریف ہے جب بدلہ لینے کی طاقت بھی ہو۔

---

(۹) آزادی درحقیقت ایک بھاری مہر ہے جو اس کے خواستگار کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

---

(۱۰) اس دوستی کی کوئی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی جو آراء اور خلاق میں یگانگت پیدا کرتی ہو۔

---

(۱۱) تمباکو نوشی، شراب نوشی سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اسکا پینے والا پیتے وقت اُسے کوئی عیب ہی نہیں سمجھتا۔

---

(۱۲) ایک بیوی کا تخیل، میرے نزدیک سیتا کا ہے، اسی طرح شوہر کا تخیل رام کا ہے۔

---

(۱۳) نفسانیت پر فتح پائے بغیر انسان اپنے اوپر حکومت کرنیکی توقع نہیں کر سکتا۔

---

(۱۴) خوف کا وقت چلا گیا۔ اب کوئی دشمنی باقی نہیں رہ سکتی۔ قومی لغت میں بزدلی کی کوئی جگہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بزدلی خدا پر ایمان کے خلاف ہے۔

---

(۱۵) ایمان کے بغیر، ساری دنیا، ایک لمحہ میں برباد ہو جائیگی۔ ایمان ہمیشہ قایم ہے۔ ایمان اس نازک پھول کیطرح نہیں جو ذرا سی طوفانی ہوا کی وجہ سے منتشر ہو جاتا ہے۔

---

(۱۶) قربانی جو کسی کو شرمندہ کر دے وہ قربانی نہیں بلکہ شیطانی فعل ہے

کوئی قربانی نہیں جب تک کہ اس میں خوشی کا جذبہ نہ ہو

(۱۷) مذہب سے سیاست الگ نہیں ہے۔

(۱۸) موت کوئی دشمن نہیں، بلکہ وہ تو ہمارے مخلص ترین دوستوں میں سے ہے۔

(۱۹) اگر سب لوگ صرف حقوق کی رٹ لگائیں اور اپنے فرائض ادا نہ کریں تو پھر گڑبڑ مچےگی، ہاں اسکے برعکس اگر بجائے حقوق پر زور دینے کے لوگ فرائض منصبی ادا کرنے لگیں تو انسانوں میں بہت جلد قانون کی حکومت ہو جائے گی۔

(۲۰) اپنی غلطی کا اعتراف ایک جھاڑو ہے جس سے گرد وغبار دور ہو جاتا ہے اور چیزیں پہلے سے زیادہ صاف ستھری ہو جاتی ہیں

(۲۱) خوشحالی کا راز، پرہیزگاری میں ہے۔

(۲۲) عبادت صبح کی کلید ہے اور شام کا قفل۔

(۲۳) اہمسا یہ ہے کہ ہمسا کے منہ میں چلے جاؤ۔

(۲۴) دنیا میں تلوار غالباً افیم سے کہیں زیادہ برائیوں اور لعنتوں کی ذمہ دار ہے۔

(۲۵) سچائی ہی ایسی چیز ہے جسکو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ رہی خوب صورتی اور نیکی یہ تو بعد میں اضافہ کی جا سکتی ہیں۔

(۲۶) اتحاد و اتفاق، خوشامد سے حاصل نہیں ہو سکتا

(۲۷) انتہائی مذہبی آدمیوں کو میں نے سیاسی بھیس میں پایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سیاسی بھیس میں مذہبی ہوں،

(۲۸) ایسے معلم پر افسوس ہے جو اپنی زبان سے کچھ کہتا ہے، اور دل میں کچھ اور رکھتا ہے۔

(۲۹) عدم تشدد پر فتح نہیں پائی جا سکتی۔

(۳۰) مذاہب قانونِ فطرت سے علیحدہ نہیں ہیں۔

---

(۳۱) مجھے حق کے علاوہ کسی دوسرے خدا کی خدمت نہیں کرنا ہے۔

---

(۳۲) سچی دماغی تعلیم کی ابتدا جسمانی ہی تعلیم و تربیت سے ہوتی ہے

---

(۳۳) عورتوں کو کمزور کہنا عورتوں کی توہین اور اُن کے ساتھ
ناانصافی ہے

---

(۳۴) صنعتی سماج ایک بیماری ہے۔ کیونکہ وہ سراپا برائی ہے

---

(۳۵) روح کی بیداری کے لئے اپنی دماغی اور نیز دیگر صلاحیتوں
کو قربان کرنا چاہئے۔

مشاہیر عالم کا خراج عقیدت

شاہ جارج ششم
مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ
لارڈ ماؤنٹ بیٹن
مسٹر چرچل
مسٹر ایمری
لارڈ پیتھک لارنس
لارڈ ایڈلین
فیلڈ مارشل اسمٹس
برنارڈ شا
مسٹر وان لیجن

مسٹر ٹرومین
شاہ فاروق
ڈی ویلیرا
جنرل البرٹ اسپارن
لارڈ ہالی فکس
ڈاکٹر ہیولٹ جانسن
آرک بشپ آف کنٹربری
سر آغا خان
سر راب لکہارٹ
جے، ایچ ہولمیس

موسیو بلوم سابق وزیر اعظم فرانس

سر اسٹافرڈ کرپس

جنرل میک آرتھر کمانڈر انچیف آف الائڈ فورسیز (جاپان)

لارڈ ویول سابق وائسرائے ہند

مسٹر بیون وزیر خارجہ برطانیہ

مشاہیر عالم اور ہندستانی زعماء کے مندرجہ ذیل بیانات کو یہاں درج کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو گاندھی جی کے بارے میں ان عظیم شخصیتوں، سیاست دانوں اور ان کے دیگر معاصرین کی آراء معلوم ہو سکیں۔ اور وہ غالباً اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ

ع زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو،،

شاہ جارج ششم

مسٹر گاندھی کی موت کی خبر سن کر ملکہ اور مجھے سخت صدمہ ہوا۔ ہمیں ہندستان کے باشندوں سے دلی ہمدردی ہے۔ کیونکہ گاندھی جی کی موت نہ صرف ہندستان کے باشندوں کے لئے بلکہ کل انسانیت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی

مسٹر گاندھی کی بے نظیر شخصیت کا نقصان نہ صرف اس ملک میں غم و رنج کے ساتھ محسوس کیا جائے گا بلکہ ساری دنیا میں اس کا غم منایا جائے گا۔ وہ ساری انسانیت کے بڑے خادم تھے

لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل آف انڈیا

نئی دہلی ۔ یکم فروری ۔ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل آف انڈیا نے بادشاہ سلامت کے تعزیتی پیغام کے جواب میں مندرجہ ذیل برقیہ ارسال کیا :-

میں اور میری حکومت آپ دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہندستان کے باشندوں کے اس غم و اندوہ میں ابھی ہمدردی اور تعزیت کا پیام بھیجا۔

مسٹر گاندھی کی موت درحقیقت تمام انسانوں کا نقصان ہے اسلئے کہ انسانیت کو ابھی محبت اور رواداری کی ضرورت ہے اور انہی صفات کے لئے گاندھی زندہ رہے اور انہی کے لئے اپنی جان دی۔

اس انتہائی رنج والم کے موقع پر بھی ہندستان کے لئے یہ ایک قابل فخر چیز ہے کہ اس کا نے ساری دنیا کو ایک ابدی اور لازوال شہرت رکھنے والا انسان دیا۔ نیز یہ کہ گاندھی جی کی زندگی ہندستان کو اسے اپنی آیندہ قسمت بنانے میں بڑی مددگار اور حوصلہ افزا ہوگی۔

مسٹر چرچل

اس ابلیسانہ جرم سے مجھے سخت صدمہ ہوا

(ٹائمز ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء)

مسٹر ایمری

یہ بڑے اندوہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اپنی تمام زندگی ہندستانیوں میں اتحاد و اتفاق کی تلقین کی وہ خود ایک فرقہ وارانہ جذبہ کا مقتول ہوگیا۔

انگریزوں اور ہندستانیوں کے تعلقات میں جو حصہ گاندھی جی نے لیا اسے تاریخ کے اوراق محفوظ رکھیں گے۔ بہرحال اتنا واضح ہے کہ ہندستان سے انگریزی حکومت کے ختم کرنے میں سب سے بڑا حصہ گاندھی جی کا ہے۔

ان کی موت تاریخ کے ایک اہم باب کے خاتمہ پر ہوتی ہے ہندستانیوں کے لئے تو یقیناً وہ ایک نئے باب کا آغاز ہے۔ اور اگرچہ اس وقت وہاں کی فضا درہم برہم ہے۔ لیکن ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ ہندستان امن و عافیت، اتحاد اور خوش حالی کی راہوں پر گامزن ہوگا

لارڈ پیتھک لارنس

یہ ایک انتہائی اندوہناک خبر ہے کہ میرے دوست اور ہندوستان کے محبوب لیڈر مسٹر گاندھی قتل کر دیے گئے۔

میں جانتا ہوں کہ اب سب کی ایک ہی آرزو ہے، کہ گاندھی جی کے قتل کا انتقام نہ لیا جائے اور کشت وخون، قتل و غارت کو گنجایش نہ دی جائے۔ بلکہ اس کے برعکس ضرورت ہے کہ اب نئی ترقیوں کی بنیادیں ایشیا کے اس براعظم (ہند) میں رکھی جائیں۔

لارڈ ایڈلین

گاندھی جی ایک بڑے انسان تھے۔ جنکی زندگی ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ ہے۔

فیلڈ مارشل اسمٹس

انتہائی غم واندوہ کے ساتھ میں نے مسٹر گاندھی کے قتل کی خبر سنی اور مجھے یقین ہے کہ ساری دنیا میں ان کی موت پر رنج وافسوس کا اظہار کیا جائے گا۔

گاندھی جی اس زمانہ کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔ میرے اور ان کے تعلقات کا سلسلہ تیس برس تک رہا۔ اس طویل عرصہ میں اگرچہ ہمارے سیاسی نظرئے ایک دوسرے سے جدا رہے تاہم ان کا احترام ہماری نگاہوں میں بہت ہے۔

معمولی اور غریب لوگوں میں زندگی بسر کرنے والا ایک شہزادہ گزر گیا اور ہم ہندستان کے ساتھ اس ناقابل تلافی نقصان کے ماتم میں شریک ہیں۔

برنارڈ شاہ

اس قتل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتہائی نیک ہونا بھی کتنا خطرناک ہے۔

حفاظتی کونسل کے صدر مسٹر وان لیحین ہا

مسٹر گاندھی نے ساری دنیا کو اعلیٰ ترین اصولوں کی خاطر قربانی کا ایک مکمل نمونہ بنکر دکھا دیا ہے۔

لارڈ لنلتھگو سابق وائسرائے ہند

ایک قاتل کے ظالمانہ ہاتھوں نے وہ کیا جو قدرت کسی نہ کسی طریقے سے انجام دیتی۔ بہر حال مہاتما گاندھی کی موت کے ساتھ یہ بھی یقینی امر ہے کہ اب ایسا واقعہ ہندستان میں نہ ہوگا۔ لیکن کوئی شخص غیب کی باتیں نہیں بتا سکتا کہ آیندہ ہندستان میں کیا ہوگا۔

ٹرومین

مہاتما گاندھی بین الاقوامی حیثیت کے لیڈر تھے ان کے کارنامے، ان کی یادگار ہوں گے۔ بحیثیت ایک معلم اور قائد کے ان کا غم نہ صرف ہندستان بلکہ ساری دنیا کو ہوگا۔

شاہ فاروق مصر

گاندھی جی کے حب وطن اور انسانیت کا تخیل ہمیشہ جاں نثاری اور قربانی کی ایک مقدس مثال بنکر رہے گا۔

ڈی ولیرا

دنیا نے ایک بڑا لیڈر کھو دیا۔ جس کے کارنامے اسے مرنے کے بعد بھی زندہ رکھیں گے۔

جنرل البرٹ اسپارن

مہاتما گاندھی دنیا کے بڑے انسانوں میں سے تھے۔ اور وہ تمام مذاہب اور ہر نسل کے لوگوں کے نزدیک قابل احترام تھے۔

لارڈ ہالی فاکس

گاندھی جی کا قتل ایک ٹریجڈی ہے۔ ہندستان کے لئے ہا اور خود اس مقصد کے لئے بھی جس کے واسطے وہ اپنی جان ہمیشہ دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

گاندھی جی کے دوستوں (خواہ وہ کسی جگہ ہوں) کو چاہیئے کہ وہ ہندستان کی خدمت اسی طرح سے بجالائیں جیسا کہ گاندھی جی نے بار بار اور نہایت خلوص سے انہیں بتایا ہے۔

میرا خیال ہے کہ دنیا کی تاریخ میں بہت کم ایسے لوگ ہوئے ہیں جن کے بلند کردار اور عظیم سیرت کا اثر کسی نسل پر اتنی گہرائی کے ساتھ پڑا ہو جتنا کہ گاندھی جی کا اثر ہوا۔

ڈاکٹر ہیولٹ جانسن ڈین آف کنٹربری

کنٹربری میں مہاتما گاندھی کے قیام پر تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :۔

مجھے اس وقت بھی خوشی ہوئی تھی جب کنٹربری میں مہاتما گاندھی اپنی زندگی کے تلخ ایام گزار رہے تھے۔ اور یہاں کے باشندوں نے انکے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ اور آج بھی مجھے مسرت ہے۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے ہندستان کے لئے بڑا کام کیا۔

گاندھی جی مرے نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں، خدا کے بچے کبھی نہیں مرتے۔

آرک بشپ آف کنٹربری

مسٹر گاندھی نے اپنی زندگی انسانوں کو تشدد سے نجات دینے میں صرف کردی اور انہیں امن و مساوات کی راہ دکھلائی۔

سر آغا خان

"گاندھی جی کی موت بنی نوع انسان کے لئے ایک زبردست نقصان ہے"

جرنیل سر راب لکھارٹ

مسٹر گاندھی دنیا کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔

جے ، ایچ ، ہول ملیس

"مہاتما گوتم بدھ کے بعد سب سے بڑا ہندوستانی اور حضرت عیسیٰ کے بعد دنیا کا سب سے بڑا انسان کوئی ہوا ہے تو گاندھی جی ہوئے"

موسیو بلوم سابق وزیر اعظم فرانس

مجھے اس وحشیانہ قتل کی اطلاع ملی ہے۔ اس خبر نے مجھ پر سکتہ طاری کر دیا — وہ میرے دل پر مسلط ہے۔ مہاتما گاندھی کی جو خواہش ہو سکتی تھی وہ یہ تھی کہ ان کی موت بغض وانتقام

کا اکھاڑہ نہ بن جائے بلکہ لوگوں میں اتحاد قایم کرنے کے لئے آخری قربانی ہو۔

سر اسٹافرڈ کرپس

مہاتما گاندھی کا قتل ہندستان اور ساری دنیا کی ایک دردناک ٹریجڈی ہے۔ آزادی کے بعد سے جو افسوسناک واقعات ہندستان میں رونما ہوئے ان کے دوران میں گاندھی جی نے امن وامان قایم کرنے میں بڑا حصّہ لیا۔ ایسے مضبوط اور خاموش انسان کا ایسے نازک وقت میں اُٹھ جانا تمام دنیا کے امن پسند لوگوں کو کھلیگا۔

ان کے دوستوں کے لئے تو یہ نقصان بڑا ہی زبردست ہے۔ ان کا نظریہ عدم تشدد نہ صرف اُن کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ان کی زندگی کے تمام کاموں اور قربانیوں سے بھی یہی چیز ٹپکتی ہے۔

ہمارے اس زمانے میں ان سے بڑا مذہبی اور روحانی لیڈر اور کوئی نہ تھا۔ ان کی موت گویا بہت سے ان لوگوں کے لئے پست ہمتی کا باعث ہے جو ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور انہیں مذہبی حیثیت سے بڑا مانتے ہیں۔

جنرل میک آرتھر

کمانڈر انچیف آف الائڈ فورسیز جاپان

اس موجودہ دنیا کی تاریخ میں گاندھی جی کے بے گناہ قتل سے زیادہ اور کوئی واقعہ اندوہناک نہیں ملیگا۔ گاندھی جی، ان پیامبروں میں سے تھے جو اپنے زمانہ سے بہت پہلے پیدا ہوئے

لارڈ ویول سابق وائسرائے ہند

مہاتما گاندھی کا قتل ہندستان کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

مسٹر بیون وزیر خارجہ برطانیہ

اس دردناک قتل سے جو نقصان ہندستان اور ساری دنیا کو پہنچا ہے اسکو بیان کرنے کے لئے میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں۔

ابھی ہم مہاتما گاندھی کی نئی سعی اتحاد کی تعریف ہی میں مصروف تھے کہ ہاہمیں یہ ضرب لگی۔ اُمید ہے کہ مسٹر گاندھی نے

جس امن و امان کے لئے اپنی جان دی ہے وہ حاصل ہو کر رہے گا۔

جمہوری حکومتوں کے
پیاماتِ تعزیت

سوئزرلینڈ
فن لینڈ
زیچوسلوواکیا
برازیل
ناروے
افریقہ
ایران
عراق
افغانستان
پرتگال
شام ترکی چین انڈونیشیا

سوئزرلینڈ

سوئزرلینڈ کی مجلس کے صدر کی طرف سے :-

مہاتما گاندھی امن کے مجسمہ تھے ،
ان کا نقصان ساری انسانیت کا
نقصان ہے ۔ میں فیڈرل کونسل
اور تمام سوئزرلینڈ کے بسنے والوں کی
طرف سے یور اکسلنسی کی خدمت
میں اپنے انتہائی رنج و غم کا
اظہار کرتا ہوں ۔

فن لینڈ

وزیر اعظم فن لینڈ کی طرف سے:-

گاندھی جی کے دردناک قتل پر فن لینڈ والوں کی طرف سے انتہائی ہمدردی کے جذبات قبول فرمائیے۔

زیکوسلوواکیا

قایم مقام صدر کی جانب سے:-

زیکوسلوواکیا کی حکومت گاندھی جی کی بے وقت موت پر اپنی انتہائی ہمدردی اور غم و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ اور وہ آپ کے رنج و غم میں آپ کے ساتھ ہے

ناروے

وزیر خارجہ کی طرف سے:

اس وحشیانہ اور دردناک جرم کی خبر
سنکر ہم پر گہرا اثر ہوا۔ موت نے
ہندوستان کے سب سے بڑے سپوت
کو اس سے چھین لیا۔ حکومت ناروے
ہندوستانی حکومت کے ساتھ گہری
ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔
مہاتما گاندھی کی یادگار ان کا شاندار
پیغام امن و محبت اور بھائی چارہ
ہے جو اپنی زندگی کے آخری لمحوں
تک انجام دیتے رہے۔ ناروے
میں بھی ان کا پیام ہمیشہ زندہ رہیگا

افریقہ

شہنشاہ ہیلا سلاسی

انتہائی رنج والم کے ساتھ ہم نے
مہاتما گاندھی کے دردناک قتل کی خبر سنی

صرف ہندستان ہی نہیں بلکہ تمام
دنیا ایک عظیم الشان اور اخلاق و
انسانیت کے رہنما کا دنوں سوگ
منائے گی۔

ایران

رضا حکمت، ایران مجلس کے اسپیکر نے اپنی تقریر
میں گاندھی جی کی موت پر اپنے ملال کا اظہار کیا
اور فرمایا کہ مجھے اُمید ہے کہ "ہند و اور مسلمان
اب ہمیشہ کے لئے متحد ہو جائیں گے"۔

عراق

ریجنٹ آف عراق

گاندھی جی دنیا کے سب سے بڑے امن پسند
لیڈر تھے۔ گاندھی جی کی موت صرف
ہندستان ہی کا نقصان نہیں ہے
بلکہ ساری انسانیت اور ساری مہذب
دنیا کا نقصان ہے۔ میری گہری

ہمدردی ہندستان کے ساتھ ہے۔

وزیر خارجہ آف عراق

گاندھی جی نہیں مرے ہیں۔ انکی تعلیم زندہ جاوید رہے گی۔ میں نے ہمیشہ ان کی تعلیم کو سراہا ہے اور اسی کے ذریعے ساری دنیا کو امن و امان مل سکتا ہے۔

افغانستان

وزیر اعظم افغانستان

ہندستان کے سب سے بڑے محب وطن اور محبوب ترین لیڈر کے دردناک اور غیر انسانی قتل کی دہشتناک خبر سنکر ہم مبہوت رہ گئے۔ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ ایسے غمناک موقع پر میں آپکو اپنی حکومت اور سارے ملک کی طرف سے اور آپکے ذریعہ گاندھی جی کے خاندان اور

سارے ہندستان کیساتھ تعزیت
اور انتہائی ہمدردی کے جذبات
کا اظہار کروں۔

پرتگال

وزیر اعظم کی طرف سے

مجسمۂ اخلاق، مہاتما گاندھی کی دردناک
موت کی خبر نے ہمیں بڑا دکھ پہنچایا
ہے۔ ہم اپنی حکومت کی طرف
سے آپ کی خدمت میں انتہائی
رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس
ہندستان کو بہت بڑا نقصان اٹھانا
پڑا۔

شام

شام کے صدر کونسل اور وزیر خارجہ کی طرف سے:۔

اس عظیم محب وطن کی موت نے ہم کو
پریشان اور سراسیمہ کر دیا ہے میں اپنی

حکومت اور عوام کی طرف سے یور
ایکسلنسی کی خدمت میں انتہائی
رنج والم کا اظہار کرتا ہوں۔

ترکی

نیشنل مجلس کے صدر کی طرف سے:-

مہاتما گاندھی کا نقصان تمام
انسانیت کا نقصان اور بدقسمتی ہے

چینی تعزیت

گاندھی جی کی موت کی خبر پاتے ہی چین کے سفیر صاحب
برلا ہاؤس میں آئے اور چینی سلطنت، نیز چیانگ
کائی شیک کی طرف سے تعزیت پیش کی اور مہاتما
گاندھی کی لاش کے سامنے سر جھکایا اور فرمایا
"گو مہاتما کا انتقال ہو گیا مگر وہ ہمیشہ
زندہ رہیں گے"

انڈونیشیا

پریسیڈنٹ سوکارنو

گاندھی جی کے دردناک قتل کی خبر نے ہمیں مبہوت کر دیا۔ یہ صرف ہندستان ہی کا ناقابل تلافی نقصان نہیں ہے بلکہ تمام انسانیت کا نقصان ہے میں اپنی اور اپنے تمام لوگوں کی طرف سے یور اکسلنسی کی خدمت میں انتہائی غم کا اظہار کرتا ہوں۔ اس اندھیرے وقت میں ہمیں انتہائی الم ہے۔ خدا آپ کو اور تمام ہندستان کو اس عظیم مصیبت پر صبر عطا فرمائے۔

نائب صدر محمد عطا کی طرف سے :۔

جمہوریت انڈونیشیا کی طرف سے میں آپ کی خدمت میں گاندھی جی کے قتل پر اپنے انتہائی رنج وملال کا اظہار کرتا ہوں۔ گاندھی جی امن

و آزادی کے پیغام بر تھے، ان کا نقصان گویا ہمارا نقصان ہے۔
مہربانی فرماکر میرا پیام ان کے خاندان اور تمام ہندستانیوں کو پہنچا دیجئے۔ خدا ہمیں سمجھ دے کہ ہم ان کے راستوں پر چل سکیں۔

سید شاہ محمد صدر آل پاکستان لیگ انڈونیشیا

براہ کرم، آل پاکستان لیگ انڈونیشیا کی طرف سے گاندھی جی کے انتہائی دردناک قتل پر ہمدردی قبول کیجئے ہم نے دنیا کی ایک بہت بڑی ہستی کھودی۔ خدا کرے ملک میں امن و آشتی رہے اور لوگ صحیح راستہ پر چلیں۔

ڈاکٹر سوئیدارسن نمایندہ انڈونیشیا

دنیا نے اب تک جو بڑے سے بڑا لیڈر اور عظیم شخصیت پیدا کی تھی آج اس سے وہ محروم ہو گئی۔ مہاتما

جی کی دور اندیشی، امن پسندی نے
اُن کو باہمت بنادیا تھا۔ وہ صرف
آپ ہی کے لئے نہ تھے بلکہ تمام اُن
لوگوں کے لئے تھے جن کو رہنمائی
کی ضرورت ہے۔ خدا ہمیں ہمت
صبر اور عقل عطا کرے تاکہ ہم مہاتما
جی کے مشن کو پورا کرسکیں۔

اٹلی

وزیر خارجہ نے حسب ذیل تار بھیجا:۔
آپ کے اس افسوسناک نقصان میں تمام
اٹلی آپ کے غم میں شریک ہے یہ
ساری دنیا کی انسانیت کا نقصان ہے۔

ہندستان اور پاکستان

کی

اہم شخصیتیں

پنڈت جواہر لال نہرو

قائد اعظم محمد علی جناح

مسٹر لیاقت علی خاں

مسٹر راجگوپال اچاریہ

مولانا آزاد

سردار پٹیل

بابو راجندر پرشاد

سر محمد ظفر اللہ

مسٹر آصف علی

خان عبد الغفار خان

جے پرکاش نراین

مسٹر چندریگر

گوپال سوامی آئنگر

مسز سروجنی نائڈو

راجکماری امرت کنور

شیخ غلام حسین ہدایت اللہ

خان فقیرا خان

پیر صاحب مانکی شریف

مرحوم مسٹر گوکھلے

سر ناظم الدین
وجے لکشمی پنڈت
مسٹر رام چند کالیداس صدر آل انڈیا مرچنٹس چیمبر بمبئی
مسٹر جگندر ناتھ منڈل وزیر قانون پاکستان

پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند

وہ روشنی جو اس ملک میں چمکی کوئی معمولی روشنی نہ تھی اسی روشنی نے اس ملک کو سالہا سال منور کیا اور ہزاروں سال تک منور رکھیگی۔ وہ اب بھی نظر آرہی ہے اور آئے گی اور ساری دنیا کے بیشمار دلوں میں تسلی و طمانیت پیدا کرے گی۔

حال میں جو کچھ اس نے بخشا اس سے کہیں سوا مستقبل میں عطا کرے گی۔ اسی روشنی نے ہمارے سامنے صداقت اور حقائق کو رکھا۔ ہمیں صحیح راستہ دکھلایا۔ غلطیوں سے بچایا اور اپنے قدیم ملک کو آزادی تک پہنچایا۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

مجھے یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ مسٹر گاندھی پر کسی نے بزدلانہ حملہ کیا اور جس کے نتیجہ میں اُن کی موت واقع ہو گئی۔ ان کی موت کے بعد ہمارے دلوں میں کوئی مخالفت نہ ہونی چاہیئے۔

ہمارے آپس کے اختلافات کتنے ہی شدید کیوں نہ رہے ہوں مگر ہمیں اعتراف ہے کہ وہ ہندو قوم کے ایک زبردست فرد تھے اور انہوں نے ہندو قوم کا عام اعتماد اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی مجھے اس موقع پر انتہائی صدمہ ہے اور میری مخلصانہ ہمدردیاں ہندو قوم اور ان کے خاندان کے ساتھ ہیں۔ یہ حادثہ بہت اہم ہے تاریخی اور نازک ہے۔ اس لئے کہ یہ ہندستان اور پاکستان کی آزادی کے بہت جلد بعد واقع ہوا ہے۔

ہندستان کی حکومت کو اُن کی موت سے ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ خصوصاً ان نازک حالات میں ان جیسے بڑے انسان کی جگہ پُر کرنا بہت مشکل ہے۔

پاکستان پارلیمنٹ کے جلسہ منعقدہ ۲۳ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے فرمایا

"بیشک مسٹر گاندھی دنیا کے ایک بڑے انسان تھے انکی موت مقدس موت ہے"

مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان

گاندھی جی کی موت کی خبر سنکر مجھے صدمہ ہوا۔ ان کا قتل درحقیقت ایک بزدلانہ حرکت ہے اور میرا خیال ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت اس فعل کی مذمت ہر شخص کرے گا۔

وہ ہمارے اس زمانہ کی ایک زبردست شخصیت تھے۔ وہ اس امر کی کوشش کرتے رہے کہ لوگوں میں امن و امان پیدا کیا جائے اور فرقہ وارانہ اتحاد قایم ہو۔ آپ کی وفات سے جو نقصان ہوا ہے اسکو محسوس کرتے ہوئے میرا خیال ہے کہ سب لوگ ان کا ماتم کریں گے۔

کئی سال سے وہ کانگریس کی روح رواں تھے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ وہ اس کے خالق تھے۔ یہ بھی قسمت کی کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس شخص نے اپنی تمام زندگی عدم تشدد کا پرچار کیا ہو وہ خود تشدد کا نشانہ بنگیا۔

ان کی اخیر اخیر کوششیں، تمام صلح پسند لوگوں کے نزدیک شکریہ کی مستحق ہیں۔ اس نازک وقت میں ان کا ہندستان کی سیاست سے ہٹنا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

میں اپنی مخلصانہ ہمدردیاں انکے خاندان اور ہر اس شخص

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں. جوان کے ماتم میں مصروف ہے۔

راجگوپال اچاریہ

ہماری سب سے زیادہ قیمتی اور نایاب چیز ہم سے ایک پاگل نے چھین لی۔ خدا ہندستان کی اس انتہائی نازک موقع پر مدد فرمائے۔

خدا کرے کہ ہم اپنے سب سے زیادہ محبوب لیڈر کو قربان کر کے آپس کی منافرت کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیں۔

مولانا آزاد

مولانا آزاد نے اپنی ایک مختصر تقریر میں فرمایا کہ میں اپنی زندگی میں بہت سے وزنی بوجھ اُٹھا چکا ہوں مگر مہاتما گاندھی کے سانحہ موت کا بوجھ سب سے بھاری ہے۔ اس نے میرے دماغ کو سراسیمہ کر دیا ہے۔

گاندھی جی نے تو اپنا آخری سفر طے کیا اب ہم سب اپنے ایک نئے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔ یہ سفر انہیں کے سفر کا نتیجہ سمجھو۔ آؤ ہم سب ملکر اس کو کامیابی کے ساتھ ختم کریں

مہاتما گاندھی نے اپنے ناتوان کندھوں پر انسانیت کا بڑا ہی وزنی بوجھ اُٹھایا تھا اور اب ضرورت ہے کہ اس بوجھ کو لوگ متحد ہو کر اُٹھائیں اگر اس بوجھ کو ہندستان کے لاکھوں انسانوں نے اُٹھالیا تو یہ ایک کرامت ہوگی

اسوقت لوگوں کو تین چیزیں اپنے خیال میں رکھنی چاہیئں اور وہ یہ ہیں :-

اوّل یہ کہ مہاتما کا قتل کسی فرد واحد کا کام نہ تھا، اس لئے انہیں اب پوری فضا بدلنے کی ضرورت ہے۔

دوسرے یہ کہ گورمنٹ کو چاہئے کہ یک لخت تمام فرقہ وارانہ انجمنوں کو ختم کر دے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ امن وسلامتی کے قیام میں وہ گورمنٹ کی مدد کریں اور قانون کو خود اپنے ہاتھوں میں لینے سے باز رہیں۔

سردار پٹیل

نیو دہلی ۳۰ جنوری۔

وزیر اعظم کی تقریر کے بعد سردار پٹیل نے اپنی تقریر میں گاندھی جی

سے اپنی آخری ملاقات کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ میرا دل غم و رنج سے بھرا ہوا ہے میں نہیں جانتا کہ مجھے تم سے کیا کہنا ہے۔ آج کا واقعہ نہایت افسوسناک اور شرمناک ہے۔

آج ہی دوپہر کے بعد ۴ بجے میں گاندھی جی سے ملنے گیا تھا انکے ساتھ ایک گھنٹہ تک بات چیت رہی۔ ۵ بجے انہوں نے اپنی گھڑی دیکھی اور کہا کہ پرارتھنا کا وقت آگیا ہے۔ اسکے بعد وہ میدان کی طرف روانہ ہوئے اور میں اپنے مکان کی طرف چلا آیا۔ جوں ہی میں اپنے مکان پہنچا مجھے یہ وحشتناک خبر ملی

برلا ہاؤس جاکر میں نے انہیں دیکھا تو ان کے چہرے پر وہی سکون و اطمینان تھا اور چہرہ پر رحم و کرم لکھا ہوا تھا۔ گاندھی جی ملک کے حالیہ معاملات سے مطمئن نہ تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے ایک برت رکھا تھا۔ کاش وہ اس برت کے درمیان موت کو لبیک کہتے۔ مگر زندگی بچ گئے۔ پھر ان پر بم پھینکا گیا۔ اس سے بھی انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ لیکن آج ان کی زندگی ہمارے لئے نہ بچ سکی یہ موقع غصہ کا نہیں ہے۔ بلکہ غم کا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس موقع پر ہمارا غیظ و غضب گاندھی جی کی زندگی بھر کی تعلیم کو بھلا دے۔ ہم نے انکی زندگی میں ان کی نصیحتوں پر عمل نہیں کیا۔ اس لئے اب اس کا موقع نہ دو کہ ہم نے اُنکے مرنے کے بعد بھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اور ان نصیحتوں پر عامل ہونگے،

اگر ایسا ہوا تو یہ ہمارے ناموس پر بڑا بھاری دھبہ ہوگا۔ یہ موقع کتنا ہی غم واندوہ کا کیوں نہ ہو لیکن آپ کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ آپ ایک بڑے امتحان سے گزر رہے ہیں آپ کو چاہیئے کہ بلا کسی امتیاز کے آپ متحد ہو کر آمادۂ کار ہو جائیں۔ گاندھی جی کی زندگی میں جو بوجھ ہندستان نے اُٹھایا وہ بہت ہی اہم اور بھاری تھا۔ اگر ہمارے ساتھ ان جیسے بڑے انسان کی مدد شامل نہ ہوتی تو ہماری کمر ٹوٹ جاتی افسوس آج وہ مدد ہم سے چھن گئی۔ لیکن اب بھی گاندھی جی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ کیونکہ انکی تعلیمات اور ان کے اصول ہمارے پیش نظر رہینگے کل ان کا جسم راکھ کر دیا جائیگا مگر ان کی روح ہمارے ساتھ ہمیشہ رہیگی کیونکہ وہ غیر فانی ہے۔

جو مقصد ان کی زندگی میں حاصل نہ ہو سکا کوشش کیجئے کہ اب پورا ہو۔ یہ وحشتناک ٹریجڈی شاید ہندستانی جوانوں میں ایک عزم راسخ پیدا کردے اور انہیں اپنے فرض کی ادائیگی میں اور چوکنا کردے۔ ہمت نہ ہارو بلکہ متحد ہو کر وہ کام شروع کرو جسے گاندھی جی نے شروع کر دیا تھا۔

بابو راجندر پرشاد

اب ہمارے درمیان گاندھی جی جسمانی صورت میں موجود

نہیں ہیں۔ اب ان کے قدم ہم چھو نہیں سکتے۔ اب وہ اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھ کر ہمیں تسکین نہیں دے سکتے۔ اور نہ اب ان کی آواز ہمیں حق کے نغمے سنا سکتی ہے۔ لیکن انہوں نے ہمیں سکھایا ہے کہ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے۔ گو ان کی روح جسم سے پرواز کر چکی ہے لیکن اب بھی وہ ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔

سر محمد ظفر اللہ

مہاتما گاندھی کا قتل ایک احمقانہ فعل ہے۔ کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ مہاتما گاندھی نے فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا اور یہی چیز ان کے قتل کا باعث ہوئی۔

ان کی موت سے ہندستان کا ایک تاریخی دور ختم ہوتا ہے۔ اور اس وقت آئندہ حالات کے بارہ میں کچھ کہنا مشکل ہے۔

مہاتما گاندھی ہندستان کی آزادی کے حصول کے لئے زندہ رہے اور برطانیہ کے عزم اور جرأت کی داد دینی پڑتی ہے کہ اس نے اپنی فوجیں ہندستان سے ہٹائیں

مسٹر آصف علی

مہاتما گاندھی کی موت ہندستان کی تاریخ میں انتہائی درد ناک ٹریجڈی ہے۔ اور ساری دنیا کے سب سے بڑے اور شریف انسان کی وفات ہے۔

وہ ہمارے زمانہ میں سچائی، محبت اور امن کے ایک مجسمہ اور پیامبر تھے۔

حضرت عیسیٰ کی طرح، مہاتما گاندھی بھی امن و سلامتی کے پرنس بنکر دھکتے ہوئے چوراہے سے گزر گئے۔

خان عبد الغفار خان

جبکہ ملک انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے گاندھی جی کی موت بڑی ہی بدقسمتی ہے۔ وہی تنہا روشنی کی صرف ایک شعاع تھے جس نے ہماری ان تاریک دنوں میں مدد کی۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ ان کی سچائی، محبّت اور عدم تشدد کی روح ہماری رہنمائی کرتی رہے گی۔

جے پر کاش نراین

ایسے وقت میں جب مہاتما گاندھی کی ہوشمندی اور بلند کرداری کی سخت ضرورت تھی ہندستان یتیم ہو گیا۔ کیا وہ قوم جس کی بنیاد گاندھی جی نے رکھی اور وہ قومی اتحاد جس کے لیے انہوں نے اپنی جان دی، برقرار رہے گا؟

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تشدد پسند اور تباہی پسند فوجی نظاموں کو یک لخت دبا دینا چاہیے۔

مسٹر چندریگر وزیر تجارت پاکستان

مہاتما گاندھی کے قتل کی خبر سے پاکستان اور ہندستان دونوں کو صدمہ ہوا ہے۔ گاندھی جی دنیا کی ان شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے ہمارے زمانہ کی تاریخ کا رخ بدلنے میں بنیادی حصہ لیا ہے۔ انہیں ہر معاملہ میں عوام کی رائے کی تائید حاصل کرنے کا بے نظیر ملکہ حاصل تھا۔

انہوں نے ہندستان کے اس بر اعظم میں سیاسی خود اعتمادی کی فضا پیدا کرنے میں نمایاں طور سے حصہ لیا۔

ہندستان اور پاکستان کی آزادی کے بعد ہی جو عظیم الشان مسائل دونوں حکومتوں کے درمیان رونما ہوئے ان میں گاندھی جی نے اپنی گرانقدر رائے کا اثر ہندستان پر ڈالا جس کی وجہ سے دونوں حکومتوں میں تعلقات بڑی حد تک خوشگوار رہے۔

اس موقع پر انکی موت ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان کی موت ایک ہندو کے ہاتھوں آپس کی فرقہ وارانہ کشمکش کے خطروں کو پوری طرح محسوس کرائے گی اور اتحاد اور اتفاق کے رشتوں کو مضبوط کریگی۔

مسٹر گوپال سوامی آئنگر

ہمارے لئے یہ انتہائی دردناک واقعہ ہے۔ یہ صرف ہندستان ہی کا نہیں بلکہ ساری دنیا کا نقصان اور ناقابل تلافی نقصان ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کے صفحے سے یہ غم کب تک مٹے گا۔

زندگی بھر ان کی یہی کوشش رہی کہ ساری دنیا میں امن و امان قایم ہو۔ خصوصاً ہندستان میں انہوں نے اس امر کی بڑی کوشش کی لیکن بدقسمتی سے اس وقت ایسی جماعتیں پیدا ہوگئیں جنہیں اپنی من مانی کارستانیوں کا موقع ملا۔ ایسے وقت میں انکا اُٹھ جانا گویا ان جماعتوں کے لئے ایک شہ ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے

تو ہندستان کو بڑی ہی مدد ملتی۔ لیکن اب بھی میرا خیال ہے کہ ہندستان
میں ایسی قیادت موجود ہے جو اس کٹھن مرحلہ سے اسے پار لگا دیگی

بلبل ہند سروجنی نائیڈو

آپ نے فرمایا کہ :-

میرا یہ بیان کہ گاندھی جی ایک بلند انسان، امن کے پیامبر اور اہنسا کے علم بردار تھے سورج کے آگے چراغ جلانے کے مترادف ہے۔ ساری دنیا آج اس حقیقت کو تسلیم کر چکی ہے اور دنیا کا ہر حق گو اور راستی پسند الشان ان کی عظمت کا معترف ہے

ہندستان کے لئے یہ کس درجہ بدبختی اور بدنصیبی کا مقام ہے کہ ہندومت کا سب سے بڑا ہندو جو سچائی اور امن کا دیوتا تھا جس نے حقیقی معنوں میں ہندومت کی تعلیم کو سمجھا ایک بدبخت اور ظالم ہندو کے دست تظلم کا شکار ہو گیا۔

گاندھی جی کا پرچم سچائی اور صداقت کا پرچم، محبت و خلوص کا پرچم، امن و شانتی کا پرچم ہمیشہ او نچا رہے گا۔ ہمیشہ لہراتا رہے گا۔ ہم عدم تشدد کے علمبردار ہیں۔ ہماری تلوار محبت کی تلوار ہے جو خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر ہزاروں دلوں کو ایک دار میں مسخر کر لیتی ہے۔ گاندھی جی گو آج خاموش ہیں لیکن ان

کی آواز اب ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی آواز بن گئی ہے۔

گاندھی جی مرے نہیں، مسیح کی طرح ان کی روح تیسرے دن پھر لوٹ آئی ہے۔ وہ اپنی خدمت جاری رکھے گی۔ میں جانتی ہوں کہ گاندھی جی کی روح کو اُسوقت تک چین نہ آئیگا جب تک کہ ان کا مشن پورا نہ کیا جائے۔

راج کماری امرت کنور

ہمارا سب سے بڑا اور محبوب لیڈر، ہمارا دوست، فلسفی اور رہنما یک جھپکتے ہی ہم سے چھن گیا۔ لیڈر سے بڑھ کر وہ ہم سب کا باپ تھا۔ ہم انہیں باپو غلط نہیں کہتے تھے۔ آج ہم سب یتیم ہو گئے۔ ہمارے اس خطرناک زمانے میں یہ ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائیگا ہم ان کی عقلمندانہ مجلس سے دور ہوتے جائیں گے۔ انہوں نے بلا کسی غلطی کے ہماری سیاسی آزادی کی رہنمائی کی۔

۱۵ اگست کے بعد سے جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے انکی وجہ سے انہیں سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ ہندستان اور تشدد گاندھی

جی کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہماری اخلاقی پستیوں کو دیکھا اور پھر ایک محبت کرنے والے باپ کی طرح ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔ انہوں نے بہت سے دلوں میں غیظ وغضب کی آگ کو اپنی محبت سے ٹھنڈا کرنا چاہا۔ وہ انہی کی تنہا شخصیت تھی جو ہمارے اور ہماری تباہی کے درمیان کھڑی رہی۔ ایک پاگل انسان نے ہم سے ان کا فانی جسم چھین لیا۔ مگر ان کی روح کون مار سکتا ہے۔ وہ کبھی نہیں مر سکتے اور ہم ہمیشہ محسوس کرتے رہینگے کہ وہ ہم میں موجود ہیں۔

انہوں نے شہیدوں کا تاج جیت لیا ہے ان کی روح اب آرام کر رہی ہے۔ انہوں نے ہمارے لئے بہت بڑی قربانی پیش کی ہے اور ہمیں اپنی غلطی فراموش نہیں کرنی چاہئے سیچے ہندستان کو اپنا سر شرم سے جھکا لینا چاہئے۔ کہ ایک ہندستانی ہی اتنا نیچا ہو گیا کہ اس نے انکی جان لے لی۔ اب ہمیں وہ طاقت پیدا کرنا چاہئے جس کے ذریعہ ہم سچائی اور محبت کے راستہ پر چل سکیں۔ گاندھی جی اسی کی ہم سے اُمید کرتے تھے۔ ہمیں خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے ان تمام ابلیسانہ حرکتوں کو ختم کر دینا چاہئے۔ جنہوں نے ہندستان کے نام پر بٹہ لگا دیا ہے۔

شیخ غلام حسین ہدایت اللہ گورنر سندھ

آپ نے پنڈت نہرو کے نام حسب ذیل تار بھیجا :۔
"مہاتما گاندھی کے قتل کی خبر سنکر مجھے سخت افسوس ہوا
میں دلی تعزیت اور ہمدردی پیش کرتا ہوں

خان فقیرا خان

آپ نے دون قبیلہ کی طرف سے فرمایا :۔
ہمیں انتہائی رنج و ملال ہوا۔ جب ہم نے سنا کہ ملنگ بابا
(پٹھانوں میں گاندھی جی محبت اور عقیدت کی بنا پر اسی نام سے مشہور
تھے) قتل کر دئے گئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کے ماننے والے
ان کے نقش قدم پر چلیں گے تاکہ امن و آشتی کا وہ مشن جو ادھورا
رہ گیا ہے اور جس کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی
ہے پورا ہو سکے۔

پیر صاحب مانکی شریف

گاندھی جی کی موت سے ہم نے انسانیت کے ایک سب سے
بڑے خادم کو کھو دیا۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے ان کی مساعی ایسی

ہیں جنکو ہندستان اور ساری دنیا سراہے گی۔

سر ناظم الدین

مہاتما گاندھی اس وقت ہم سے رخصت ہوئے جب ان کی ہمیں سخت ضرورت تھی۔

وجے لکشمی پنڈت

جواہر لال کو :۔

اس ذاتی اور قومی جانکاہ نقصان کے موقع پر میں آپ کو کیا پیغام بھیج سکتی ہوں۔ بس اپنی دلی ہمدردی آپ تک پہنچاتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ باپوجی نے جس مقصد کے لئے جان دی اس کے لئے میں اپنی خدمات ہمیشہ پیش کرتی رہوں گی۔

مسٹر راجندر کالیداس صدر آل انڈیا مرچنٹس چیمبر بمبئی

مہاتما گاندھی کے حادثۂ قتل کے بعد سے ہماری نظروں میں دنیا تاریک ہو گئی ہے اور ہم اپنے ملک کو یتیم پاتے ہیں افسوس یہ واقعہ

ایک ایسے نازک زمانہ میں ہوا جب ہمیں ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کی سخت ضرورت تھی۔ اب ہمیں ان کے بلند مقاصد زندگی کو پورا کرنا چاہئے۔

مسٹر جگندر ناتھ منڈل وزیر قانون پاکستان

ایک جہنمی اور انسانی شکل رکھنے والے شیطان نے یہ جرأت کی کہ گاندھی جی کو قتل کر دیا۔ وہ تو امن پسندی اور عدم تشدد کے فرشتہ تھے۔

مرحوم مسٹر گوکھلے

۱۹۰۹ء میں کانگریس کے لاہور والے اجلاس میں مسٹر گوکھلے نے مندرجہ ذیل باتیں گاندھی جی کے متعلق فرمائی تھیں:۔

میں مسٹر گاندھی کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ ان سے زیادہ بہتر متقی، شریف، بہادر، اور اعلیٰ روح کا انسان اس سرزمین پر اس سے قبل نہیں ہوا۔

وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو سیدھی سادی زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو دوسروں سے مہر و محبت کے اعلیٰ اصولوں کیلئے انصاف اور صداقت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے

کمزور بھائیوں کو تکلیف میں گرفتار دیکھتے ہیں اور ان میں ایک نئی امنگ پیدا کر دیتے ہیں۔

وہ ایسے آدمی ہیں جو معمولی لوگوں میں معمولی، بڑوں میں بڑے، محب وطن لوگوں میں محب وطن ہیں اور ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تنہا ایسے شخص ہیں جن میں ہندستانی ہمدردی اور انسانیت پوری طرح جلوہ گر ہے۔

والیان ریاست اور انکے وزراء

حضور نظام حیدر آباد
نواب رام پور
مہاراجہ جودھپور
ریوا
جے پور
گوالیار
نواب صاحب بھوپال
مہاراجہ میسور

حضور نظام

یہ انتہائی افسوسناک خبر ہے کہ کسی نے مہاتما گاندھی کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ وہ سچائی اور عدم تشدد کا مجسمہ تھے اور یہ انہیں کی قربانی کا پھل تھا کہ ہندستان نے آخر کار آزادی حاصل کر لی۔

انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ ان کے کارنامے ہندستان اور دنیا کی تاریخوں میں یادگار رہیں گے

میں ان کے خاندان کو اپنی دلی ہمدردیاں اور تعزیت پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہندستان ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیگا۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ گاندھی جی نے اپنی زندگی بنی نوع انسان کے لئے وقف کر دی تھی۔

(ٹائمز ۳۰ فروری ۱۹۴۸ء)

نواب رامپور

دیوداس گاندھی کے نام تار کے ذریعے۔

آپ کے والد مہاتما گاندھی کے سفاکانہ قتل کی خبر سنکر مجھے اور میری رعایا کو انتہائی صدمہ ہوا۔ یہ ایسا سانحہ ہے کہ ہندستان اندھیرے میں آگیا۔ آج ہندستان نے سچائی، عدم تشدد، فرقہ وارانہ اتحاد کے پیغامبر اور عظیم رہنما کو کھودیا۔ ساری قوم، اور ساری دنیا آپ کے غم میں شریک ہے۔ یہ میرا بھی ذاتی زبردست نقصان ہے۔ خدا ان کی روح کو بخشے۔ سچائی، عدم تشدد، اور فرقہ وارانہ اتحاد کی روشنی ہماری رہنمائی کرتی رہے۔

جودھپور

مہاراجہ جودھپور نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن، جواہر لال اور سردار پٹیل کے نام یہ برقیہ بھیجا۔

مہاتما گاندھی کی بے وقت اور المناک موت کی خبر سنکر انتہائی صدمہ اور غم ہوا۔ اس قومی سانحہ پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں اور میری رعایا اس سانحہ پر سوگوار ہیں۔ مہاتماجی ہندستان کے لئے باعث

فخر تھے۔ وہ قومی عزت اور کلچر کے بیشک نمونہ تھے خدا اس عظیم اور شریف روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

ریوا

وزیر اعظم کا تار پنڈت نہرو کے نام:۔

مہاتما گاندھی کی تعلیمات ہم میں ہمیشہ باقی اور جاری رہیں گی۔

جے پور

وزیر اعظم کا پیام تعزیت:۔

مہاتما گاندھی کی موت ہند اور ساری دنیا کے لئے ایک سانحہ عظیم ہے۔ پاکیزہ روح ایک فانی جسم میں مجسم ہو کر ظاہر ہوئی تھی۔ گاندھی جی نے روحانی خیالات کو موجودہ نسل میں معراج کمال کو پہنچادیا تھا۔ وہ ہماری نئی حاصل کردہ آزادی میں اہم رہنمائی کے لئے شمع راہ تھے۔ گو اب وہ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن اپنے پیچھے انسانوں کی خدمت کی ایک مثال اور ایک نمونہ ہمارے لئے چھوڑ گئے

ان کی موت، ہم سب کو چیلنج ہے کہ ہم سچائی اور اخلاص کے ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے ملک کو دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صف میں لا کھڑا کریں۔

مہاراجہ سندھیا، گوالیار

ایک تعزیتی جلسہ میں فرماتے ہیں:-

ہندستان کی موجودہ نشاۃ گاندھی جی کی تاریخ ہے انکی تگ و دو صرف سیاسی حلقے میں محدود نہ تھی۔ بلکہ ان کی شخصیت قوم کے ہر تعمیری گوشے پر چھائی ہوئی تھی۔ اب ہمارا فرض ہے کہ جن بلند مقاصد کے لئے گاندھی جی اپنی زندگی بھر کوشاں رہے ان کی عملی تکمیل کریں۔

مہاراجہ میسور

دیو داس کو برقیہ بھیجا:-

یہ ایک ناقابل بیان غم ہے، گاندھی جی کی موت نہ صرف آپ کی بلکہ سارے باشندگانِ ہند کی مصیبت ہے۔ میں اور میرے خاندان کے لوگ اس موت کو اپنے بہت ہی قریبی رشتہ دار کی موت تصور کرتے ہیں۔ مہاتما گاندھی کی روح ہمارے ساتھ ہے خدا ہمیں صبر کی توفیق دے

نواب صاحب بھوپال

جواہر لال کو تار بھیجا:-

"مہاتما گاندھی کے دردناک قتل کی خبر سنکر ہم سب باشندگان بھوپال کو سخت صدمہ ہے اور ہم آپ کے ساتھ اس ناقابل تلافی نقصان کے ماتم میں شریک ہیں۔

ہمارے ملک کو یہ نقصان افسوس ہے کہ ایسے موقع پر ہوا جب ہم مہاتما گاندھی کی قیادت کے انتہا درجے محتاج تھے۔ خدا انکی روح پر رحمت نازل کرے"

صوبائی اہم شخصیتیں

سر ارچیبالڈ گورنر مدراس
بی سی رائے وزیر اعظم بنگال
سردار سورن سنگھ ہوم منسٹر مشرقی پنجاب
ہری کرشنا مہتاب وزیر اعظم اڑیسہ
ڈاکٹر گوپی چند وزیر اعظم مشرقی پنجاب
مسٹر سہروردی
ڈاکٹر ایس پی مکرجی

سر ارچیبالڈ گورنر مدراس

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں کہ اس ہولناک جرم کی مذمت کے لئے استعمال کر سکوں۔ یہی حالت تمام صوبہ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک بھی دنیا کے ان چند ممالک میں سے ہے جنہیں کسی عظیم المرتبت شخص کی رہنمائی نصیب ہوئی دنیا کے تمام ممالک ایسے ہی لیڈر کی تلاش میں ہیں لیکن انہیں نصیب نہیں۔ یہ ملک خوش قسمت تھا کہ ایسے مشہور عالم لیڈر کی رہنمائی اسکو حاصل تھی جس کا اخلاق نہایت بلند تھا۔

مہاتما گاندھی، محبت، رواداری اور انسانیت کا درس دیتے تھے، ہندستان آج جن مشکلات اور برائیوں سے گزر رہا ہے ان کے پیش نظر گاندھی جی کی سخت ضرورت تھی۔ میرا خیال ہے کہ

ہیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ان کی تعلیم کو مدراس والوں نے ان کی سچی تعلیم کو اچھی طرح قبول کر لیا ہے اور ہم نے اپنا طاقت بھر ان کے سچے اصولوں پر عمل کیا اور کچھ کامیاب بھی ہوئے۔ گو کہ وہ انتقال کر چکے ہیں لیکن ان کی عزت و احترام اور سب سے بڑھکر ان کی مثالی زندگی ہمیشہ باقی رہے گی۔

سر مہاراج سنگھ گورنر صوبہ بمبئی

مہاتما گاندھی کی موت ہم سب کے لئے زبردست نقصان ہے۔ صوبہ اور تمام دنیا ان کی موت پر سوگ منائیگی۔ آج کا سب سے بڑا انسان اس طرح قتل کر دیا جائے یہ خیال کرنا ہی کتنا خطرناک اور ہیبت ناک ہے۔ گاندھی جی دوسروں کے لئے زندہ رہے اور دوسروں ہی کے لئے اپنی جان بھی دی۔

وہ امن عامہ کے شریفانہ کاموں کی ہمیشہ تبلیغ کرتے رہے ہم میں ہر شخص کو چاہئے کہ ان کی عجیب و غریب محبت اور قربانی کی تبلیغ کریں۔ اور ان پر خود بھی عمل کریں۔

بی سی رائے وزاعظم بنگال

مہاتما گاندہی کی زندگی اور موت مہاتما ہی کی طرح تھی

امن کا پجاری اور اہنسا کا پیامبر اپنے مقصد پر قربان ہو گیا۔ ہندستانیوں کو چاہیے کہ اہنسا کی پیروی کریں اور ملک کو تباہی و بربادی سے نکال کر اونچا کریں۔

اے ایف عبدالرحمٰن
لیڈر مغربی بنگال مسلم لیگ کونسل

وہ روشنی جس نے سچائی اور انسانیت کا راستہ دکھایا تھا، بجھ گئی

سرت چندر بوس

مہاتما گاندھی قوم کے باپو، کے دردناک قتل کی خبر سنکر میں حیران رہ گیا۔ زبان میں طاقت نہیں ہے کہ اس فعل کی مذمت کی جائے۔ ملک یتیم ہو گیا۔ اب آئندہ کیا ہونیوالا ہے یہ خدا ہی کو علم ہے۔

مہاتما جی رخصت ہو گئے۔ دیکھئے دوسروں کی باری کب آتی ہے؟

سردار سورن سنگھ ہوم منسٹر مشرقی پنجاب

مہاتما گاندھی، جو دنیا کے سب سے بڑے لیڈر تھے آج ہم نے انہیں کھو دیا۔ یہ گاندھی جی ہی تھے جن کی وجہ سے ہمیں آزادی حاصل ہوئی آج وہ ہم میں نہیں ہیں کہ اپنے نئے آزاد ملک کی آزادی کو مکمل ہوتے دیکھتے۔ انہوں نے مرتے دم تک کام کیا۔ انہوں نے اپنی زندگی غریبوں اور لاچاروں کے لئے وقف کر دی تھی۔ سکھوں کے لئے تو ان کی آغوش محبت ہمیشہ کھلی رہتی تھی۔ مشرقی پنجاب کی نظریں اپنی تمام تباہ کاریوں کے باوجود ان کی رہنمائی اور مدد پر لگی ہوئی تھیں۔

آئندہ مشکلات کے سلسلہ میں بھی سکھوں کی نظریں انہیں پر لگی ہوئی تھیں اس لئے یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ ہمیں اب ایسے کام کرنے چاہئیں جن سے ہمارا مرحوم لیڈر خوش ہو۔ ان کی شاندار زندگی، ان کی انکساری اور قربانی ہمیشہ ہمیشہ سچائی، انصاف اور عظمت کا راستہ بتاتی رہے گی۔ اسی راستہ پر چلکر ہم اپنے ملک کو دوسری بڑی قوموں کی صف میں لا کھڑا کریں گے۔

ہری کرشنا مہتاب وزیر اعظم اڑیسہ

ہمیں چاہیئے کہ اب ہم اپنے باپو کے سچے فرزند بنیں اور اپنے معاملات کا انتظام اس طرح سے کریں کہ دنیا ہمیں دیکھ کر ہماری ہنسی نہ اُڑائے۔

ڈاکٹر گوپی چند وزیر اعظم مشرقی پنجاب

ہندستان نے اپنا باپ کھو دیا۔ اور اب ہم اپنی زندگی بھر یتیم ہیں۔ ہمیں اسوقت جو ضرب لگی ہے وہ درحقیقت شدید ہے۔ گاندھی جی کے اصول ہمیشہ زندہ جاوید ہیں۔

مسٹر سہروردی

اب کون ہے جو مظلوموں کی آہیں سنیگا۔ اب کون ہے جو ان کے لیے اپنے آنسو بہائیگا۔

مسلم لیگ پارٹی مجلس قانون ساز (ہند)

"گاندھی جی قوم کے خالق اور دنیا کے ایک زبردست انسان تھے۔"

ڈاکٹر ایس، پی مکرجی

گاندھی جی بے شک ایک روشنی تھے، جس نے مادر وطن
اور ساری دنیا کو اندھیرے اور برے وقت میں منور کر دیا ،،

گاندھی جی کی وفات پر

معمولی پیشہ وروں اور مزدوروں کے تاثرات!

دودھ والا
سبزی فروش
مچھیرا
مالی
پنساری
آوارہ
موچی
درزی
حجام
دھوبی

ہوٹل والا

دفتری ملازم

قلی

ملاح

ہاکر

ٹرام کنڈکٹر

ٹانگہ والا

ایڈووکیٹ

ڈاکٹر

آرٹسٹ

فوجی

کانسٹیبل

ٹیچر

کالج کا طالب علم

اسکول کا طالب علم

حکیم ممتاز علی اثر دہلوی

ایک خورد سال بچہ

غریبوں اور مزدوروں نے کہا

مشاہیر عالم اور ہندستان کے لیڈروں کی اس طویل فہرست کے بعد یہ معلوم کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ گاندھی جی کی موت کے سلسلہ میں غریبوں اور مزدوری پیشہ لوگوں نے کیا کہا۔ اور گاندھی جی ان کے نزدیک کس مرتبہ کے آدمی تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ گاندھی جی صرف بڑے لوگوں ہی کے گاندھی نہ تھے۔ بلکہ ان کی خدمات نے غریبوں اور مزدوروں کو بھی خاص طور پر اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

امیروں کی پارٹیاں ہوں یا غریبوں کی جماعتیں وہ دونوں کے محبوب تھے۔ اور میرے خیال میں یہی چیز ان کے بڑے انسان ہونے کی روشن ترین دلیل ہے۔

ذیل میں معمولی پیشہ وروں، غریبوں اور مزدوروں کے تاثرات

درج کئے جاتے ہیں جنہیں ٹائمز آف انڈیا کے رپورٹروں نے شہر بمبئی کے مختلف حلقوں سے بڑی محنت و کاوش کے بعد جمع کیا ہے۔ قارئین کے لئے یہ بیانات بھی دلچسپی رکھتے ہیں:-

دہلی کا ایک مسلمان

دلّی کا ایک غریب مسلمان دروازوں کی چک بنانیوالا، اڈیٹر ریاست کے سوال کے جواب میں کہتا ہے:-

مہاتما گاندھی کے مرنے کا افسوس کیوں نہیں؟ ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کو افسوس نہ ہو۔ مگر ہم غریب لوگ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اور ہمارے بس میں کیا ہے۔ مہاتما گاندھی کے مرنے کی خبر سنکر ہم رو دئے۔ انکی روح پہ فاتحہ پڑھ دی اور اپنے غریبانہ حیثیت کے مطابق فقیروں کو کچھ روٹیاں کھلادی ہیں۔ اسکے علاوہ ہمارے اختیار میں کیا ہے گاندھی جی کے باعث ہم مسلمان دہلی میں تھے اب نہ معلوم ہمارا کیا حال ہو۔

(ریاست ہفتہ وار دہلی)

دودھ والا دکاندار اتم چند جھگن لال

لوہرا بازار اسٹریٹ

مہاتما گاندھی اس زمانہ کے سب سے بڑے انسان تھے وہ دیوتا تھے اور ایک عظیم المرتبت روح۔ انہوں نے اپنی جان اپنے اصولوں، محبت، صداقت اور عدم تشدد کے لئے قربان کر دی۔

سبزی فروش دتو نکارام

دوارکا داس لین فورٹ بمبئی

مجھے اس موت کا سخت صدمہ ہوا۔ میری ترکاریاں ضایع ہو جائیں تو اسوقت مجھے کتنا غم ہوگا۔ بالکل ایسا ہی غم و رنج مجھے اس خبر مرگ سے ہوا

مچھیرا ہیرا۔ کولی واڑہ۔ "اُرن"

مہاتما گاندھی غریبوں سے اتنی ہی محبت کرتے تھے۔ جتنی کہ وہ امیروں سے کرتے تھے۔

مالی شہر بدھر ہنڈ ورنگ را اسپلینیڈ کورٹ احاطہ نے

گاندھی جی بہترین انسانوں میں ایک بہترین انسان تھے وہ غریبوں سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے تھے۔ ان کی موت ہمارا زبردست نقصان ہے۔

پنساری لکشمی نرائن بلوردھن، رناڈے روڈ دادر

مہاتما گاندھی کا تعلق صرف ہندستان سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے تھا۔ انہوں نے تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کیا۔ حتیٰ کہ تجارت پیشہ لوگوں کے لئے بھی۔

آوارہ لکشمن ہنومان

(جس کے خلاف پولیس کے تین مقدمے چل چکے ہیں)

گاندھی جی کے بارے میں میرا خیال بہت اونچا ہے۔ وہ بہت اچھے آدمی تھے اور ان کی تعلیمات ملک کے لئے بہت کار آمد تھیں۔

موچی موتی رام کندو (۳ کھیت واڑی لین)

مہاتما گاندھی دنیا کے بڑے معلم تھے اور انہیں انسانیت سے

بہت محبت تھی۔ انہوں نے ملک کو آزادی دلائی۔

درزی فرانسس فرنانڈیز ہارنبی روڈ بمبئی

مہاتما گاندھی نے کبھی ذات پات اور فرقہ پروری کو اہمیت نہیں دی۔ انہوں نے عیسیٰ کی پیروی کی۔ ان کا دل صاف و پاک تھا۔ انکی موت ساری دنیا کا زبردست نقصان ہے۔

حجام سولارام بھانوداس فریر روڈ بمبئی

گاندھی جی کی موت کے بعد ہم مراٹھی لوگ تین چار روز کسی کے بال نہیں بنائینگے۔

جس دن گاندھی جی کا انتقال ہوا ہم نے پان نہیں کھایا اور پوجا پاٹ میں مشغول رہے۔

میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک بڑے انسان تھے۔

دھوبی منجو ناتھ گوا جے کے بلڈنگ گامدیوی

گاندھی جی کے دل میں غریبوں کی بھلائی کا خیال ہمیشہ بسا رہا انکی خدمات غریبوں پر گویا ایک قرض ہیں جن کا انہیں شکر گزار ہونا چاہیے انہوں نے اپنے اہل وطن کے لئے بڑی مصیبتیں جھیلیں ہیں کہیٰ

مرتبہ جیل گئے۔ اور کئی موقعوں پر آپ نے برت بھی رکھا۔

ہوٹل والے ایم کے انجمی پروپرائٹر

پرنس وار ریسٹورنٹ لوری بندر

مہاتما گاندھی اس عہد کے سب سے بڑے آدمی تھے۔ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی بڑی کوشش کی اور عام مساوات کی تعلیم دی۔ انہوں نے ہمیں یہ سبق دیا کہ ہم محض اس وجہ سے نہ لڑیں جھگڑیں کہ ہمارے مذاہب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس مخلص اور بے نفس انسان کی موت سے ہندوستان نے ایک بڑی عظیم الشان ہستی کو کھو دیا۔

دفتری ملازم کرشنا راگھو بنٹ کولیمن اینڈ کمپنی

مہاتما گاندھی کی پوری زندگی خدمت انسانیت کے لئے وقف تھی۔ وہ اس ملک کے بڑے لیڈر تھے اور انہوں نے اس کے باشندوں کے لئے بڑی کٹھن مصیبتیں برداشت کیں

قلی بھیما بالا بھنگڈے، کھوکا بازار فورٹ بمبئی

مجھے گاندھی جی کی خدمت کا صرف ایک موقع ملا تھا۔ آج سے دو برس پہلے جب گاندھی جی کرلا اسٹیشن پر اُترنے والے تھے۔ میں اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ وہاں مقرر کیا گیا تھا۔

اس سے زیادہ دہشتناک اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ ایسے انسان کو گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔

ملاح پی ایس پی چیو باشندہ گوا، دھوبی تالاب، بمبئی

گاندھی جی بالکل حضرت عیسیٰ کی طرح تھے۔ ان کی تعلیمات بالکل حضرت مسیح کی تعلیمات تھیں۔ جب میں نے ان کی موت کی خبر سنی تو بیتاب ہو گیا اور اپنے جذبات غم والم پر قابو نہ پا سکا۔ میں نے گاندھی جی کو کبھی دیکھا نہیں صرف انکی تصویروں سے اپنی آنکھیں سیر کیا کرتا تھا۔

ماکر وجے سنگھ و سنجی کاڈی جنرل پوسٹ آفس

گاندھی جی کی موت لوگوں کے لئے اچھی نہیں ہے وہ اہمسا کے کٹر حامی تھے۔ وہ تمام انسانوں کے خیر خواہ تھے۔ خدا ہی جانتا ہے

لوگوں کو کیا کیا مصائب برداشت کرنا پڑیں گے۔ جب میں بہت ہی چھوٹا تھا تو میں نے انہیں دیکھا تھا۔ اور اب جبکہ انہیں سمجھ سکتا تھا وہ ہم سے دور ہو گئے۔

ڈرامہ کنڈکٹر جسونت واسو دیو پنڈھبیکر
سنتاکروز بمبئی

میں محسوس کرتا ہوں کہ جیسے میرے والدین میں سے کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں گاندھی جی کو دیوتا سمجھتا ہوں۔

تانگہ وان چنا ہنومان بابھٹی روڈ بمبئی

مجھ سے لوگوں نے بیان کیا کہ گاندھی جی ہی ہندو مسلم اتحاد و اتفاق کے ذمہ دار تھے۔ لوگوں کو اب ان کی باتوں پر اسی طرح عمل کرنا چاہئے۔ جیسے بیٹے اپنے باپ کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں،،

ڈاکٹر جال پٹیل، مہروان بلڈنگ فیروز شاہ مہتا روڈ بمبئی

گاندھی جی ایک ڈاکٹر سے کہیں بلند و بالا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف جسمانی علاج کیا بلکہ قوم کا دماغی اور روحانی

علاج بھی فرمایا۔ ان کے اصول زندگی اتنے معمولی ہیں کہ اگر لوگ ان پر چلیں تو دنیا کی اکثر مصیبتیں دور ہو جائیں۔

ڈاکٹری کا پیشہ شریفانہ پیشہ شمار ہوتا ہے لیکن گاندھی جی کے کارنامے اس سے کہیں بلند ہیں۔ گاندھی جی گویا انسان کے بھیس میں ایثار اور قربانی کے دیوتا تھے۔

ایڈوکیٹ دیوان بہادر ایم اے ایف کوئیل ہو، بائیکلہ

مہاتما گاندھی جی ہماری دنیا کے اسٹیج پر ایک مافوق الفطرت انسان تھے گزشتہ دو عالمگیر جنگوں کی تباہ کاریوں اور مصائب کے دوران میں گاندھی جی نے خود کو عدم تشدد کا ایک بڑا علمبردار ثابت کیا۔ اور یہی انکا طرۂ امتیاز تھا۔ ان کی موت سے پہلے ہندستان کو کبھی اتنا بڑا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ ان کی حق پرستی اور ان کی رحم دلی جس میں کبھی شکن تک نہیں آئی۔ ایسی صفتیں ہیں جن سے ہمارے ہم وطن لوگوں کو متصف ہونا چاہیئے۔

آرٹسٹ گوراک ٹھاکر، کوئنس روڈ بمبئی

گاندھی جی ایک آسمانی اوتار تھے جو دنیا میں اس لئے آئے تھے کہ ہمیں یہ درس دیں کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کا سلوک کریں کیونکہ آخرش ہم سب ایک ہیں۔ اس میں امیر و غریب، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ

اور غیر تعلیم یافتہ، ہندو مسلمان، پارسی، عیسائی، اور راجہ پرجا کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

فوجی کپتان آر ابراہیم آر آئی اے ایس سی کیمپ سنتا کروز

اس موقعہ پر ہندستان کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی کشتی بغیر سکان کے ہو۔ وہ انسانیت کا عطر تھے۔ جو ایک جسم میں جمع ہو گیا تھا۔ ملک نے ایک بڑا باپ کھو دیا۔

کانسٹبل سیتارام راجچند راجیوان اہلینڈ پولیس اسٹیشن

مہاتما گاندھی کے نزدیک تمام انسان مساوی درجہ رکھتے تھے وہ بہت اچھے آدمی تھے، انہوں نے اپنی زندگی ملک کے لئے وقف کر دی اور سوراج حاصل کر لیا۔

ٹیچر مس شیریں پادری پرائمری درجہ انگریزی

(بھر ڈا نیو ہائی اسکول)

مہاتما گاندھی کی موت ایک پاگل کے ہاتھوں ہوئی درحقیقت

یہ ساری دنیا اور ہندستان کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ خاص طور پر ہندستان کی پرائمری تعلیم کا تو یہ نقصان عظیم ہے۔ جس کے لئے گاندھی جی کی واردھا اسکیم ایک بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔

کالج کا طالب علم

جے۔ ایف لشکری بی ایس سی۔ کلاس سینٹ زیویر کالج

وہ صحیح انسانی شکل میں ایک مقدس سادھو تھے۔ اگرچہ طالبعلموں کو سیاست سے علیحدہ رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ پھر بھی میں کہتا ہوں کہ گاندھی جی کے اصول صداقت و عدم تشدد کی پابندی نہ صرف طالبعلموں کو بلکہ ملک کے ہر فرد کو اختیار کرنی چاہیے۔

اسکول کا طالب علم

(این ایل ٹھاکر کبیبا ہائی اسکول بورا بازار اسٹریٹ)

مہاتما گاندھی ہندستان کے ہیرو تھے۔ انہوں نے ہمارے لئے بہت سی چیزیں انجام دی ہیں۔ ہم ان کو بھلا نہیں سکتے۔ انکی موت سے نہ صرف ہندستان نے بلکہ ساری دنیا نے امن اور خوشحالی کا خالق کھو دیا۔

حکیم سید ممتاز علی آثر دہلوی نقشبندی

(سند یافتہ طبیہ کالج بمبئی، ۶ مٹن اسٹریٹ بمبئی)

گاندہی جی بیمار ہندستان کا مرض تشخیص کر چکے تھے۔ تجویز کر رہے تھے کہ انہیں قضاء و قدر کے ہاتھوں نے ہم سے چھین لیا۔ یہی وجہ ہے کہ انکی موت کا رنج عالمگیر اور تمام اقوام کے لئے یکساں باعث الم ہے۔

(بحوالہ مرتب)

بچہ

(کانتی والجی، جو مشکل سے ۶ سال کا ہوگا اپنے سرپرست کے ہمراہ اسپلینڈ کورٹ سے گزر رہا تھا۔ اس سے گاندھی جی کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے کہا:۔

"باپو جی بڑا آدمی تھا"

ہندستان کی اہم جماعتیں

صدروں کے بیانات اور انکی تجویزیں

دہلی پراونشیل کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا
مسٹر بھوپاٹکر صدر ہندو مہاسبھا
مسٹر ایس اے ڈانگے صدر آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس
جمعیۃ العلماء ہند
ہز ہولینس ملاجی صدر داؤدی بوہرہ
سردار سرول سنگھ کویشر صدر فارورڈ بلاک
دہلی پراونشیل کانگریس کمیٹی
مدراس مجلس قانون ساز

دہلی پراونشل کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا

گاندھی جی نے اپنی ساری زندگی عوام کی ترقی وبہبودی میں صرف کر دی۔ اس اہم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ زور انہوں نے ہندو مسلم اتحاد پر دیا۔

ہم کو بہادری سے اس عزم کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہئے کہ اپنی قومی زندگی کے ہر شعبہ سے فرقہ واریت کو ختم کر دیں۔ گاندھی جی کی راکھ پر ہم عوامی ہندستان کی بنیاد رکھیں۔ ایسا ہندستان تعمیر کریں جو اپنے سب سے بڑے فرزند مہاتما گاندھی کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھے۔

مسٹر ایل، بی بھوپاٹکر، صدر ہندو مہا سبھا

مہاتما گاندھی کی موت کی خبر مجھے ایک گولی کی طرح لگی۔ ان کی موت سے دنیا ایک شریف روح سے محروم اور یقیناً مفلس ہو گئی۔

مسٹر ایس، اے ڈانگے صدر آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس

مہاتما گاندھی کا قتل ہندستان کے امن و امان پر ایک ضرب کاری ہے ہندو مسلم اتحاد کے پیغمبر کی موت کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم عوام کا ایک مضبوط اور متحد محاذ قایم کریں۔

جمعیتہ العلماء ہند

جمعیتہ العلماء ہند نے ایک تجویز پاس کی ہے جس میں گاندھی جی کے وحشیانہ قتل پر اپنے انتہائی غم و اندوہ کا اظہار کیا۔ کمیٹی نے پورے طور سے گاندھی جی کی شاندار ملکی خدمات کو سراہا اور ان کی بے نظیر خدمات کے پیش نظر ان کو ہندستان کا سب سے بڑا خیر خواہ قرار دیا۔

کمیٹی نے اس تجویز کے علاوہ تمام جمہوری ترقی پسند اور آزادی

دوست جماعتوں سے یہ اپیل کی کہ وہ اس نازک وقت میں اپنے تمام اختلافات بھول جائیں تاکہ ہندستان اپنے سچے نصب العین اور مساوات کو حاصل کر سکے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم گاندھی جی کے اصولوں کی پابندی کریں۔

(ٹائمز ۳ فروری ۱۹۴۸ء)

ہز ہولینس ملّا طاہر سیف الدین

اس نازک وقت میں گاندھی جی کا انتقال ایک سانحہ ہے خدا ہمیں اپنی مشکلات پر فتح پانے کی طاقت اور ہمت عطا کرے ہم سب اس قومی غم میں شریک ہیں اور آئندہ نازک مواقع پر اپنی تائید اور ہمدردی کا آپ کو یقین دلاتے ہیں۔

سردار سرول سنگھ کولیشر صدر فارورڈ بلاک

ایک بڑا انسان ہر عہد اور ہر زمانہ کا گزر گیا۔ اور اسکی موت شہیدوں کی موت ہے۔ جن لوگوں کو گاندھی جی سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل تھا ان کی نظروں میں آج دنیا تاریک ہے لیکن اس موقع پر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ گاندھی جی کی روشنی ایک روحانی اور آسمانی روشنی تھی وہ کبھی بجھ نہیں سکتی"

وہ ہمیشہ چمکے گی۔ اور اپنی لافانی چمک کے ساتھ چمکے گی۔

دہلی صوبائی کانگریس آف انڈیا

دہلی پراونشل کانگریس کمیٹی نے یہ ریزولیشن پاس کیا:۔

انڈین نیشنل کانگریس نے مہاتما جی کو کھو کر اپنے بنانے والے کو کھو دیا۔ وہ ہند کے باپو تھے جیسے اس نے کھو دیا آج انسانیت نے اپنے رہنما اور فلاسفر کو کھو دیا۔

پاکیزہ اور لافانی مقاصد کو پورا کرنے والوں کی روحیں کبھی نہیں مرتیں۔ اگرچہ اب ہمارا پیارا باپو جسمانی لحاظ سے ہم میں نہیں ہے۔ پر ان کی پاک روح جو انسانی روپ میں ابتک ہماری رہنمائی کرتی رہی ہے آیندہ بھی ہماری رہنمائی کرے گی۔ تاکہ ہم ان کے پاکیزہ مشن کو پورا کر دکھائیں۔ جس کے لئے وہ زندہ رہے اور جس کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی۔

مدراس مجلس قانون ساز

مدراس لیجسلیٹو اسمبلی نے ۱۱ بجے جلسہ کیا اور ایک تعزیتی تجویز پاس کر کے جلسہ برخاست کر دیا۔

ہاؤس کے لیڈر ڈاکٹر پی سبورایان تجویز پڑھنے کے لئے

کھڑے ہوئے تو ان کی آواز فرطِ غم سے بھر آگئی تجویز یہ تھی۔

باباے قوم کی عزت صرف اسی صورت سے کی جا سکتی ہے کہ انکے بتائے ہوئے سچے اصولوں یعنی جذبہ خدمت انسانی اور اہنسا پر عمل کیا جائے جن پر وہ خود اپنی زندگی بھر گامزن رہے۔

مسٹر محمد اسمٰعیل (کنوینر مسلم لیگ) نے اسی جلسہ میں فرمایا:۔

میری قوم کے دل آج گاندھی جی کے انتقال پر مغموم ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ گاندھی جی کی اس عظیم الشان قربانی کے نتیجہ کے طور پر ہندو مسلم اتحاد کا خواب جو انہوں نے دیکھا تھا سچا ثابت ہوگا۔

ان کے علاوہ دیگر ممبروں نے بھی خراج عقیدت پیش کیا۔

گاندھی جی کی وفات پر

بعض اردو اخبارات کے اداریے

اور ادیبوں کے مضامین

فدائے انسانیت گاندھی

(حضرت شاہ معین الدین صاحب ندوی)

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

واحسرتا کہ آج قلم کو امن و سلامتی کے اس داعی عدل و انصاف کے اُس علمبردار اور اخلاص و عمل کے اس پیکر کا ماتم کرنا پڑا جو ساری عمر ملک و قوم کا غم گسار رہا اور اسکی راہ میں جانِ عزیز تک قربان کر دی اور کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ اسی بدقسمت ملک و قوم کے ایک فرد کے ہاتھوں اس کے محسن اعظم کی شمع حیات بجھ گئی جس کی عزت و سربلندی کے لئے اس نے اپنی پوری عمر صرف کر دی اور اسکو زمین کی پستی سے اُٹھا کر آسمان کی بلندی تک پہنچا دیا لیکن دنیا کے بہت سے

اکابر اور محسن انسانیت اس درجۂ عظمیٰ پر سرفراز ہوئے پھر یہ جلیل القدر انسان اس خلعتِ امتیاز سے کیوں محروم رہتا۔ یہ تو اسکی عظمت و جلالت کی آخری اور سب سے بڑی سند ہے۔

مادیت کے اس تاریک دور میں جبکہ مہذب انسان انسانیت کی بربادی کے درپے ایٹم بم کی تیاری میں مشغول، ساری دنیا آگ و خون کے سمندر میں غرق اور امن و سلامتی کو ترستی ہے۔ اس محسن انسانیت نے دنیا کو الفت و محبت اور اخوت و مساوات کا پیام دیا اور اخلاق و روحانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ اور بے تیغ و تفنگ، اخلاقی قوت سے فتح حاصل کرنا اور دلوں کو مسخر کرنا سکھایا اور عملاً ثابت کر کے دکھا دیا کہ دنیا میں اصل طاقت اسلحہ کی نہیں بلکہ اخلاق کی ہے۔ اور اسی کے ذریعے دنیا میں ہندستان کا سر اونچا کیا اس نے مکر و فریب کی سیاست میں سچائی کی روح پھونکی اور مظلوموں کا حامی غریبوں کا سہارا اور بے نواؤں کا آسرا تھا۔ اس لئے غریب بنکر غریبوں کی خدمت کی اور غربت ہی میں اس دنیا سے سدھارا۔ اس نے نیکی اور سچائی کے لئے جان دی۔ عدل و انصاف کے لئے جان دی۔ اخلاق و شرافت کے لئے جان دی اس لئے اسکی موت درحقیقت ہندستان کی عزت و ناموس اور اسکے وقار و عظمت کی موت اور عالم انسانیت کا حادثہ ہے۔

اسکی زندگی میں ہندستان کی سیاست میں بڑے بڑے انقلاب آئے، نفرت و عداوت کی آندھیاں چلیں وحشت و درندگی کے طوفان اُٹھے۔ سفاکی اور خونخواری کے پہاڑ ٹوٹے۔ لیکن کوہ وقار اپنی جگہ پر قایم رہا اور کوئی قوت اُسے ہلا نہ سکی۔ اس استقلال میں جان تک دیدی اور مر کر ثابت کر دیا کہ وہ کسی خاص فرقہ و قوم کا نہیں بلکہ پورے ہندستان کا لیڈر تھا۔

اس لحاظ سے وہ خوش نصیب تھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے آزادی کا بیج بویا۔ اور اسکے نازک پودے کو سیاست کے طوفانی حوادث سے بچا کر پروان چڑھایا لیکن یہ کتنے حسرت و اندوہ کا مقام ہے کہ جب اسکے برگ و بار لانے کا وقت آیا تو باغبان خود اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اور اپنے چمن کی بہار نہ دیکھ سکا۔ ابھی تو آزادی کا صرف دروازہ کھلا تھا۔ اصل منزل مقصود دور تھی کہ کاروان آزادی کا سالار خود کوچ کر گیا۔

آزادی ملتے ہی نفرت و عداوت کی ایسی آگ بھڑکی جس نے ہندستان کے حاصل اور اصل خرمن ہی کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ ہندستانیوں کی پیشانی پہ ایسا کلنک کا ٹیکہ ہے جو مٹائے نہ مٹے گا۔ لیکن جانیوالا اس جہاں سے سرخرو اُٹھا اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے نیک نام چھوڑ گیا۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ سنت اللہ ہے کہ سچی قربانی کبھی رائگاں نہیں جاتی۔ قربانی کرنیوالے کا مادی وجود تو ختم ہو جاتا ہے لیکن اسکا نصب العین ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو جاتا ہے اور جو روح زندگی نہ پیدا کر سکی تھی وہ موت پیدا کر دیتی ہے۔ دنیا کی تاریخ اسکی شاہد ہے، کہ ہندستان کے فدائی اعظم نے اسکے لیئے سب سے بڑی قربانی پیش کی ہے یہ اپنا اثر دکھا کر رہے گی اور ہندستان کا چمن اسکے خون کی آبیاری سے لہلہائے گا۔

اگر ہماری عقلوں پر پردے نہیں پڑ گئے ہیں تو گاندھی کی موت ہندستان کی زندگی بنسکتی ہے۔ اسوقت بلا تفریق مذہب و ملت ہر ہندستانی اس کی یاد میں دلفگار اور تلافی مافات کے لیئے بیقرار ہے۔ ان جذبات سے اسکے مشن کی تکمیل کا کام لیا جا سکتا ہے گاندھی کی سب سے بڑی محبت اور سب سے بڑی یادگار یہی ہے کہ اس مشن کو مقصد بنا لیا جائے۔ یہی امن و سلامتی کی راہ اور ہندستان کی فلاح و ترقی کا صحیح راستہ ہے اور اس سے اسکی روح مسرور ہوگی اگر ہم اتنا بھی نہ کر سکے تو ہماری محبت کے سارے دعوے باطل ہیں۔ (منقول از معارف)

شہید حق پرستی

از
(مولینا عبد الماجد صاحب۔ مدیر صدق لکھنؤ)

اک خونچکاں کفن میں ہزاروں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

گاندھی رخصت ہو گئے، دنیا جنہیں مہاتما اور دیوتا سروپ اور خدا معلوم اور کن کن تعظیمی ناموں سے پکارتی تھی، اپنے ملک اپنی قوم سے دم کے دم میں ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ وہ کسی گورے کی سنگین سے نہیں، کسی پاکستانی کی تلوار سے نہیں ایک ہندستانی، ننگ ہندستان ہندستانی ہی کی گولی کے فیر سے ہلاک ہو گئے، ایسی موت کو موت نہیں، شہادت کہتے ہیں۔ شہادت اصطلاحی نہیں، وہ شہادت جو حق پرستی کی راہ میں مظلومین کی حمایت اور نصرت کی راہ میں، داد خواہوں کی فریاد رسی کی راہ میں نصیب ہوتی ہے۔

سفاک قاتل کی گولی اس مشت خاک کے جسم پر نہیں چلی عین انسانیت کے سینے کو چھلنی کر گئی۔

گاندھی جی عقیدۃً بھی نیم مسلمان ضرور تھے۔ توحید کے پوری طرح قائل و معترف، محمد رسول اللہ صلعم کو ملک عرب ہی کا نہیں ساری دنیا کا مصلح و معلم تسلیم کرنے والے آپؐ کے نام اور کام دونوں کی نہایت عزت کرنے والے، قرآن مجید کو ترجموں کی مدد سے بار بار اور کثرت اور شوق سے پڑھنے والے۔ اور اب عمل کے لحاظ سے تو اسوقت ساری زندہ آبادی میں ہندستان کی زندہ آبادی میں ہندستان کے ½ ۴ کروڑ مسلمانوں کے سب سے بڑے پشت پناہ، ان کی اس شہادت سے ہندستان پر بحیثیت مجموعی جو کچھ گذرے گی وہ تو ہے ہی، خود مسلمانوں کی، یہ کہنا چاہیئے کہ وہ کمر توڑ گئے۔

مسلمانوں کو ان کی چھنی ہوئی اور لٹی ہوئی مسجدیں واپس دلا رہے تھے، ان کے اندر سے وہ موذنیوں کو ہٹوا رہے تھے۔ مسلمانوں کی جان، ایمان، عزت، مال سب کی حفاظت وہ اپنا دھرم سمجھے ہوئے تھے۔ بے گھر مسلمانوں کو پھر سے وہ گھروں میں آباد کرا رہے تھے۔ ہزاروں، لکھوکھا نیم جان مسلمانوں میں از سر نو جان وہی ڈال رہے تھے جان انہیں مسلمانوں کی ہمدردی میں اور مسلمانوں ہی کی جانیں بچاتے ہوئے انہوں نے دے دی۔ اپنے کو قربان کر دیا تاکہ مسلمان محفوظ رہیں۔

آج جب وہ اپنے خون بہتے ہوئے جسم اور فاقہ سے زار و نزار بدن کے ساتھ اپنے مالک اور مولی کے حضور میں حاضر ہوئے ہوں گے تو عجب نہیں کہ فرشتوں نے بہ ادب بارگاہ قدس میں عرض کی ہو کہ دل کے اندر کے عقائد کا حال تو حضور والا ہی جانیں اتنی شہادت ہم اور ہمارے ساتھ ناسوت کے بیشمار بندے بھی دے رہے ہیں کہ اسوقت آپ کی توحید کے پرستاروں اور آپ کے حبیب کی اُمت کا سینہ سپر سب سے بڑھ چڑھ کر یہی بندہ تھا۔ اور جس جرم میں یہ قتل ہو کر آیا ہے وہ مسلم دوستی کے سوا اور کچھ نہ تھا،،

منقول از صدق ۶ فروری ۱۹۴۸ء

آہ گاندھی جی

(از جناب رئیس احمد صاحب جعفری مدیر انقلاب بمبئی)

بقا و زوال انسانی زندگانی کا دائمی قرینہ ہے، لیکن ایسے انسان کی مفارقت جو کسی ایک کے لئے ایک قوم یا ایک ملک کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کیلئے سرچشمۂ فیض و بصیرت ہو، جسکی انسانیت دوستی کا چمکتا ہوا چاند پوری کرۂ ارض پر ہمدردی و محبت کی ضیا باری کرتا ہو جو دنیا کی بربریت پرستی کے دور میں کمزوروں اور بے بسوں کو اپنے کلیجے سے لگا لیتا ہو۔ ایک ایسے راہبر کی موت، انسانیت کے لئے ہزاروں رنج و الم پیدا کر دیتی ہے۔

آج گاندھی جی کی ہلاکت نے دنیا کے ہاتھ سے عنانِ صبر و ضبط چھوٹ گئی ہے۔ ہر انسان بیقرار و بے چین نظر آتا ہے اور محسوس ہو رہا ہے کہ آج ہندستان کی عظمت اور قوم کی دیرینہ شرافت بھی گاندھی جی کے ساتھ پیوند خاک ہو گئی۔

گاندھی جی کی موت دنیا کا غم ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ایوان و محل سے لیکر غریب کے بوریئے تک صفِ ماتم بچھ گئی ہے اور پوری دنیا ماتم میں سیاہ پوش نظر آتی ہے۔ دنیا یاد رکھے گی اور تاریخ ہمیشہ

دھرائے گی کہ وہ انسانیت جو انیسویں صدی تک دنیا میں عافیت کی علم بردار تھی بیسویں صدی میں اپنے ہزار سالہ ورثۂ امن کو آگ لگا کر یکسر خونی بن چکی تھی، اس میں ایک انسان پیدا ہوا جو زندگی بھر دنیا کے تشدد پرست نظریوں سے ٹکراتا رہا اور اپنے پیچھے زندگی کا ایک ایسا فلسفہ چھوڑ گیا جس پر دہشت پسندوں کی خواہشیں اگرچہ عمل پیرا نہ ہوں لیکن دنیا کا دل اسکی سچائی پر یقین رکھتا ہے۔ اب تک کا دستور یہ رہا ہے کہ صحیح ہمدرد قوم کی عظمت کا احساس اسکی موت کے بعد ہوتا تھا لیکن گاندھی جی کی زندگی ہی یکسر قبولیت اور عالمگیر پسندیدگی کا ایک کامیاب نمونہ تھی تو انکی موت بھی ان کی عظمتوں کی عظیم الشان منزل ہے۔

ہندستان کی زندگی میں آج ایک خلا نظر آرہا ہے اور مستقبل میں اسکے پُر ہو جانے کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی ارض ہند ہمیشہ کے لئے ماتم و فغاں کا مرکز بن گئی۔ کیونکہ آج اسکی حقیقی عظمتوں کا تاج گر پڑا! عروس امن سوگوار ہے کہ اسکا سہاگ لٹ گیا۔

گلشن ہند ویرانہ ہے کہ اسکی شاخ پُر امن کی عطر بیز ہواؤں سے دنیا کو معطر کرنے والا پھول آج مرجھا گیا۔

سبزہ زار ہند منت کش خزاں ہے کہ آج اسکی بہاریں لٹ گئیں۔ شاخ سنبل پر بدرونقی برس رہی ہے کہ آج اس کا طائر خوش ندا ہمیشہ کے لئے پرواز کر گیا۔

آہ ! اب غریبوں کی پکار کس کے دل میں بیقراری پیدا کرے گی کون ہے جو مظلوموں کا سہارا بن جائے گا۔ مظلومیت آج کس کی غمگساری کا منہ تکے گی۔ کون ہے جسکی فریاد و فغاں سے دردمند قلوب سوز و گداز کی نعمتیں حاصل کریں گے۔ کون ہے جسکی آنکھیں انسانیت کے انحطاط پر اشک ریز ہونگی۔ کون ہے جو شرافت و تہذیب کے زوال پر خونناب فشانی کرے گا۔ مظلومیت بیکسی کے اندھیرے میں کس کا سوز قلب آس و اُمید کی روشنی پیدا کرے گا آہ ! یہ گاندھی کی موت نہیں ۔ ہندیوں کی شرافت و تہذیب نے اپنے سینے میں آخری بار خنجر مارا ہے سچ ہے کہ قوم کی نہ قدردانی راس آتی ہے نہ بیقدری اور نہ یہ قعتی خوش آگیں ہوتی ہے یہ کہیں شرافت و تہذیب کے انسانی معیاروں سے ماوری فرشتہ صفت شناسائے شرافت بن جاتی ہے اور کہیں پھر ذلت کی پستیوں میں گر کر حیوانوں اور درندوں کا شیطانی کردار ادا کرنے لگتی ہے پھر اس کا مصرف عمل مختلف نہیں ہوتا۔ بلکہ جس جگہ امن تہذیب شرافت نفس اور سچائی کے دیوتا تعمیر ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی جگہ ان ہی معماروں کے ہاتھ سے لعنت و تخریب کے پتھر برستے ہیں اور انسانیت شیطان بنکر سراپا شعلہ انداز ہو جاتی ہے۔

ہندستان رو رہا ہے اسکی زبان سے چیخیں نکل رہی ہیں اور

قاعدہ ہے کہ ہر بے صبر اور گریہ کناں ہستی کو تلقین صبر و شکیبائی کیجاتی ہے لیکن آج اس اشک ریزی پر دلدہی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ روئے، آنسو بہائے اور خوب سر و سینہ کوبی کرے تو ہر چند اس زہریلی ہوا کے زہر کی تلافی نہیں ہوتی۔ جس نے گاندھی جی کی جان لے لی۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ کسی وقت اس گریہ و اضطراب کے سلسلہ میں ہندیوں کے دل کا ہر داغ دھل جائے اور روشنی کی کوئی رمق پیدا ہو جائے۔

"ہے خونِ جگر جوش میں دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خونتابہ فشاں اور"

آہ گاندھی

جناب سید شہاب الدین صاحب دسنوی سکریٹری انجمن ترقی اُردو بمبئی کی ریڈیائی تقریر جو بمبئی سے نشر کی گئی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
چمن میں تب کہیں ہوتا ہے کوئی دیدہ ور پیدا

---

۸۷ سال ہوئے گلشن ہند میں ایک دیدہ ور پیدا ہوا۔ لیکن اسکی آنکھیں اب ہمیشہ کے لئے بند ہیں۔ جو آواز کروڑوں انسانوں کو۔ بھائیو!—— اور بہنو! کہہ کر پکارا کرتی تھی اب ازل کے لئے خاموش ہے۔ جو قلب مفلس ہندستان، مظلوم آبادی اور کمزور انسانوں کیلئے ہر لمحہ دھڑکتا تھا اب سدا کے لئے ٹھہر گیا۔ مہاتما گاندھی نہیں مرے ملک کا باپ مر گیا۔ ان کے جسم سے خون نہیں بہا ہندستان کا دل خون کے آنسو رویا۔

ایک شخص نے مہاتما گاندھی پر حملہ کیا۔ نہیں بلکہ صداقت، اور سچائی کا خون کرنا چاہا۔ شر کو خیر سے ٹکرانا چاہا۔ بھلائی کو برائی سے چھپانا چاہا۔ سفید کو سیاہ سے ڈھانکنا چاہا۔ ہنسا کو اہنسا پر فتح دلانا چاہا روحانیت کو مادیت سے دبانا چاہا۔

آج ہر شخص سوگوار ہے۔ ہر آدمی اشکبار ہے۔ ہر انسان دلگیر ہے۔ ہر ہندستانی مغموم ہے، ہر دل رنجیدہ ہے۔ آنکھیں پر نم ہیں۔ دل کسیکو ڈھونڈتا ہے۔ کتنوں کی آنکھیں مہاتما کے درشن کے لئے بے چین ہیں۔ کتنوں کی زبانیں باپو پکارنے کو ترس رہی ہیں۔ فلسفہ دل پکڑے بیٹھا ہے کہ خمخانہ معرفت کا ساقی اُٹھ گیا۔ سیاست سر پیٹ رہی ہے کہ گتھیوں کا سلجھانیوالا روٹھ گیا۔ ادب رو رہا ہے کہ ایک فن کار جاتا رہا۔ انسانیت ماتم کر رہی ہے کہ اسکا علمبردار گر پڑا۔

رخصت بھارت کے سپوت رخصت، رخصت انسان کے روپ میں فرشتے رخصت۔ بوڑھے کاندھوں پر قوم کا وزنی بوجھ اُٹھانے والے رخصت تجھ پر سلام، مادرِ ہند کا سلام، سارے سنسار کا سلام پریم و محبت کا سلام انسانیت کا سلام۔

تو تھک گیا تھا، آرام کر، تو رات کو جاگا کرتا تھا اب اپنی نیند پوری کر ہم تیرے بتائے ہوئے راستہ کو اپنا راستہ بنائیں گے۔ تیری ہدایت اور فلسفے کے محافظ بنیں گے، تیرے پیغام کو سینے سے لگائیں گے۔ ہم تیری ربت، پریم، دیا، اور ملاپ کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں گے تیری قربانی رائیگاں نہیں جائیگی اب اس ملک کے ذرّے ذرّے سے گاندھی پیدا ہوں گے ——— گاندھی زندہ باد!

گاندھی جی سب کی اُمید تھے

از پرل۔ ایس بک
مترجمہ جناب فضل اللہ فارقی ندوی

امریکن دیہاتی علاقہ کے ہمارے چھوٹے سے دیہاتی مکان میں دن ہمیشہ کی طرح شروع ہوا۔ ہر روز کی طرح ہم سویرے بستروں سے اُٹھے کیونکہ بچوں کو اسکول ذرا دور جانا ہوتا ہے۔

ناشتہ کی میز کے گرد جمع ہو کر ہر روز کی طرح ہم بات چیت میں مشغول تھے۔ کھڑکی کا بیس منظر برف پوش اور آسمان دھندلا تھا۔ بچوں کی آرزو تھی کہ اس سے بھی زیادہ برف گری ہوتی تو کتنا اچھا تھا۔

یکایک ابا جان ہمارے کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کا چہرہ بہت متین تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی ابھی ریڈیو نے بہت دردناک خبر سنائی ہے۔ ہم سب ان کی طرف گھوم گئے۔ پھر یہ دردناک خبر سنی۔

"گاندھی جی مر گئے۔"

ریو الور کیوں بنائے گئے۔

میں یہ بتلانا چاہتی ہوں کہ ان الفاظ نے ہندستان سے ہزاروں میل فاصلہ پر آباد ایک خاندان پر کیا اثر ڈالا۔ ہم نے اس واقعہ کی دل

توڑ دینے والی تفصیلات سنی، یہ کوئی معمولی موت نہیں ہے، گاندھی ایک پرامن انسان جس نے اپنی ساری زندگی اپنی قوم کے لئے وقف کر دی تھی، وہ قتل کر دیا جائے۔ میرے دس سالہ بچے نے اپنی پُرنم آنکھیں اوپر اٹھائیں اور کہا ــ "کاش کہ کوئی کبھی ریوالور بنانا نہ جانتا۔"

ہم میں سے کسی نے آجتک گاندھی کو نہیں دیکھا تھا۔ جب ہم ہندستان میں تھے تو وہ ہمیشہ جیل ہی میں رہے۔ لیکن ہم سب ان سے واقف تھے۔ بچے ان کے چہرے سے ایسے مانوس تھے گویا کہ وہ خاندان کے ایک فرد ہیں۔ اس کرۂ ارضی پر چند ولیوں میں سے وہ بھی ایک تھے۔ وہ اُن چند بہادروں میں سے تھے کہ جس بات کو سچا سمجھا وہ اسی پر اٹل رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس کا ہمیں یقین ہے وہ سچ ہی ہے ہم آپس میں ان کی زندگی کے بارے میں باتیں کرتے رہے کہ انکی زندگی کا کیا مقصد تھا۔ اور ان کی موت سے کیا مطلب ہے ہندستان کی قسمت پر ہمیں فخر ہے کہ گاندھی اسکا فرزند تھا۔ ہمیں رنج ہے کہ اسی ہندستان کے ایک کپوت نے انہیں آغوش موت میں سلادیا۔

اس کے بعد ہم خاموشی اور غم کے ساتھ اپنے دن کے دھندے میں لگ گئے۔

تم ہندستانی شاید تعجب کروگے کہ کس طرح گاندھی جی کی شہرت ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے ایک گھنٹہ بعد میں سڑک پر جارہی

تھی کہ مجھے برابر آتے ہوئے کسان نے روکا اور کہا

"ایک سوال اور ایک جواب ————"

دنیا میں ہر شخص جانتا ہے کہ گاندھی ایک اچھے آدمی تھے۔ پھر انہوں نے انکو کیوں قتل کر دیا؟

میں نے اپنا سر ہلایا، اور اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ میں نے غور کر کے کہا کہ انہوں نے گاندھی کو اسی طرح قتل کیا جیسے کہ یسوع مسیح کو۔

گاندھی جی سچ کہتے رہے، ان کی موت کی مثال دنیا میں ہوائے حضرت عیسی کے صلیب پر چڑھائے جانے کے کسی سے نہیں دی جا سکتی۔ گاندھی جی کی موت نے جیسے اپنوں ہی میں سے ایک ہاتھ لایا صلیب پر چڑھانے کی دنیا میں دوسری مثال پیش کر دی۔ صرف ہمارا ہی گھر ماتم کدہ نہیں ہے، بلکہ سارا ملک، ساری دنیا، وہ لوگ جنہوں نے گاندھی جی کا سایہ تک نہیں دیکھا وہ بھی ماتم گسار ہیں۔ وہ ایسے وقت مرے ہیں جبکہ ان کے اثرات معراج کمال پر پہنچ چکے تھے۔

ابھی چند ہی دنوں کی بات ہے کہ ہم سب امریکنوں میں گاندھی جی کے بارے میں بڑھتی ہوئی دلچسپی پر گفتگو ہوئی تھی انہوں نے، ہم میں بڑی عظمت حاصل کر لی تھی۔

ان کی صحیح عظمت عوام کے دلوں میں تھی یہ اب ہمیں معلوم ہونے لگا ہے کہ وہ صحیح تھے۔

اپنی اس فوجی طاقت کے انتہائی عروج پر اب ہماری نظر میں گاندھی جی پر پڑنے لگی تھیں کہ وہی صحیح راستے پر ہیں۔ ہمارے اخبارات نے اس نئی قوت کا اقرار کیا۔ انڈیا نے ان کی وجہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ ہم ان کی تحریک سے بہت متاثر ہوئے جو انہوں نے بین الاقوامی جھگڑوں کو صلح و آشتی سے طے کرنے کے لئے چلائی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ ہندستان کے ہر مرد اور عورت کو یہ بتا دوں کہ دوسرے ممالک کی نظروں میں "آج کے ہندستان" کے کیا معنی ہیں۔

ایک مثال

آج کا انڈیا کل سے بالکل جدا ہے۔ انڈیا رنگا رنگ قوموں کا مرکز ہے۔ کتنی ہی بار چرچل اور چرچل جیسے لوگوں نے ساری دنیا میں کہا کہ تمام ہندستانی آزاد ہونا نہیں چاہتے۔ ایسے آدمیوں اور ان جیسے دوسرے آدمیوں سے کہنا چاہئے کہ کیا دنیا کی باگ ڈور چند طاقتور انسانوں کے ہاتھوں میں ہو؟

ہم سے کہا جاتا ہے کہ کسی نہ کسی کو حکمراں ہونا ہی چاہئے۔ اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم پر حکمرانی کی جائے تو پھر ہم ضرور حاکم بن جائیں۔ لیکن ہم اس فلسفہ پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمارا یقین تو اس پر ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی قومیں ہیں وہ خود اپنی مالک ہوں۔ ہماری امیدوں کا ثبوت انڈیا ہے۔ ہم ہر روز انتہائی رغبت سے ہندستانی

خبروں کے بارے میں اخبارات پڑھتے ہیں۔ کیا واقعی چرچل نے جیسا کہا تھا وہی خونی راستہ ہندستان اختیار کر رہا ہے؟ کیا یہ حقیقت کہ وہ لوگ اپنے اختلافات صلح و آشتی سے نہیں طے کر سکتے؟ کیا لڑائی ہمیشہ جاری رہے گی؟

ہم میں سے جو لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ عوام پر اعتماد کیا جائے ان سب کی اُمید گاندھی جی تھے، ایسا نہیں ہے کہ اس نحیف و نزار دبلے پتلے انسان نے ہمارے سامنے صرف ایک آئیڈیا اور تجسسی چیز پیش کی بلکہ ہمیں اس پر یقین ہے کہ کسی طرح بھی انہوں نے انسانیت کے بنیادی اصول کو ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔ گاندھی جی کی موت فتح ہے یا شکست اس کا ثبوت ہندستان ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اگر ان کی موت ان کے صحیح ماننے والوں کو چوکنا، زیادہ محتاط و طاقت ور بنا دے تو پھر تمام ہندستان اور تمام عالم انسانیت کی فتح اور جیت ہوگی۔ اور اگر ان کی موت نے مایوسی اور شکست پھیلادی تو پھر یہ صرف ہندستان ہی کی شکست نہیں ہوگی بلکہ سارے عالم انسانیت کی شکست ہوگی۔

صرف ایک اُمید

گاندھی جی کے حادثہ قتل کا پہلا اور فوری اثر امریکہ میں یہ ہوا کہ ایک سناٹا چھا گیا۔ پھر لوگ ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے اور پھر کہا "نہرو ابھی زندہ ہیں بدترین خرابی کا امکان ابھی نہیں ہے"

یہ ہے ایک بات جسے امریکہ والے اب کہہ رہے ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ مغرب والے نہرو کو جانتے ہیں کہ وہ ہندستان کی بہت بڑی ہستی ہیں، نہیں ہمیں ان کی عقل، ان کی قابلیت اور ان کی ایمانداری پر پورا بھروسہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہندستان میں ایسے اختلافات پیدا ہو جائیں کہ نہرو کو انکی جگہ سے ہٹا دیا جائے یا وہ خود اتنا مجبور ہو جائیں کہ انہیں استعفا دینا پڑے، تب ہندوستان مغرب میں اپنا وقار بالکل ہی کھو دے گا۔

سمجھدار ہندستانی ایسی غلطی سرزد ہونے سے پہلے کافی جدوجہد کریں گے پھر ایسا موقع آنے دیں گے، میں بحیثیت ایک امریکن کے نہیں بلکہ ایک ایسی حیثیت سے گفتگو کرتی ہوں جو ہندستان کی اہلیت کے بارے میں کچھ نہ کچھ ایسی واقفیت ضرور رکھتی ہے کہ وہ صرف اپنی ہی ترقی کے لیے نہیں بڑھے گا بلکہ دنیا کی رہنمائی بھی کرے گا۔

ہندستانیوں کو اسوقت نادر موقع ملا ہے کہ وہ اپنے بہترین آدمی کے ہاتھوں کو مضبوط کریں، بجائے اسکے کہ وہ سب سے گھٹیا اور معمولی آدمی کے پیچھے اپنی قوت و طاقت کو تقسیم کر کے ضایع کر دیں۔

یہ الفاظ ایک ساتھ ہی تنبیہہ بھی ہیں اور امید بھی

گاندھی جی کی باتیں

(از اثر خامہ جناب عادل رشید صاحب)

باتیں ہر قسم کی ہوتی ہیں، اچھی باتیں اور بری باتیں، کارآمد اور بیکار باتیں، بچوں اور بڑوں کی باتیں اور باتوں کی باتیں۔ مگر اسوقت میں جس قسم کی باتوں کا ذکر کر رہا ہوں وہ باتیں ایسی نہیں ہیں جنہیں اِس کان سنکر اُس کان اُڑا دیا جائے۔ وہ باتیں ایسی ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا۔ ہندستانیوں اور پاکستانیوں کی نسلیں اور نسلوں کی نسلیں ان باتوں کی یاد سے اپنے حافظہ کو کبھی خالی نہ پائینگی۔ یہ باتیں ایسی ہیں جنکے پردوں میں بھلائیوں اور کامرانیوں کا ایسا خزانہ چھپا ہوا ہے جس سے ہم زندگی بھر مستفیض ہو سکتے ہیں۔

اور یہ باتیں گاندہی جی کی باتیں ہیں، ہمارے باپو کی باتیں، بڑی گہری ہوتی تھیں مگر انتہائی میٹھی جنہیں بوڑھے سے لیکر جوان اور جوان سے لیکر بچہ ادنی، اعلیٰ، ان پڑھ اور پڑھے لکھے سبھی سمجھ سکتے تھے۔ باپو ہم سے بیحد محبت کرتے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم انکی باتوں سے اکتا جائیں اور اسی لئے وہ ہم سے ایسی باتیں کرتے تھے جنہیں ہم آسانی کے ساتھ برداشت کر سکیں اور پھر ہم انہیں باتوں کی

روشنی میں وہ سب کچھ دیکھ لیں جو وہ ہمیں دکھانا چاہتے تھے۔ جسکی ضرورت ہماری زندگیوں میں اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ اور دوسری اہم ضروریات۔ گویا وہ ہمیں کونین تو دیتے تھے تاکہ ہماری بیماریوں کا قلع قمع ہوسکے مگر شکر میں لپیٹ کر تاکہ ہمارے منہ کا مزہ کڑوا نہ ہوجائے اور ہم کونین کو کھانے سے انکار نہ کردیں۔

کون ہے وہ بدنصیب جس نے کم از کم ایک بار بھی ہمارے باپو کی باتوں کو آل انڈیا ریڈیو سے نہ سنا ہو۔ ان کی یہ باتیں انمول تھیں اتنی انمول جن کی قدر وقیمت کا اندازہ آج ہم بدنصیبوں کو ہو رہا ہے جبکہ وہ ہم میں نہیں ہیں اور صرف ہمارے درمیان ان کی باتیں رہ گئی ہیں۔ کاش آج باپو کے نہ ہونے پر ہی ہم انکی باتوں کو دھیان میں لاسکیں۔ ان کی سمجھائی اور بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔

وہ جو بات کہتے تھے بہت سوچ کے کہتے تھے، اتنی سمجھداریاں لپٹی ہوتی تھیں ان باتوں میں کہ الامان۔ گویا انہیں الہام ہو رہا ہے۔ اور وہ وہی کچھ کہہ رہے ہیں کہ جو ہونیوالا ہے اور وہ ہو کر رہے گا اور تجربات کے بعد وہ ہو کر رہا۔

مسلمانوں کے ساتھ رواداری اور بھائی چارہ برتنے کی تلقین کو ہم میں سے بہتوں نے بُرا سمجھا، اسے باپو کی حد سے بڑھی ہوئی غلط قسم کی طرفداری پر محمول کیا۔ اسپر لوگ چراغ پا ہوئے، انہیں بُرا بھلا کہا

اور بہت سے نا سمجھ تو ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے باپ کو گالیاں بھی دیں ان کے خلاف محاذ تیار کئے اور آخر کار انکی قیمتی جان بھی ضایع کر دی جو اکیلی ان کی جان نہیں تھی بلکہ وہ جان تو قوم کا سب سے بڑا قیمتی سرمایہ تھی اتنی قیمتی جسکی تمثیل کے لئے ہم کسی چیز کسی جنس اور کسی بھی شئے کا نام نہیں لے سکتے۔

مگر آج جبکہ وہ ہم میں نہیں ہیں ہم اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی طرفداری نہیں کرتے تھے۔ انہیں مسلمانوں کی شہہ منظور نہیں تھی بلکہ وہ تو ملک کے سچے فرزند تھے، فرزند عظیم اور وہ جان چکے تھے کہ اس طرح ملک تباہ و برباد ہو جائیگا۔ ہم سب ایک ساتھ فنا ہو جائیں گے بھارت ماتا کی وہ کڑی زنجیریں جنہیں مسلسل تقریباً ایک سو سال کی جدو جہد کے بعد توڑ ڈالا گیا ہے از سر نو ان کے ہاتھوں میں پڑ جائیگی اور پھر شاید زندگی کے کسی دور میں بھی ہم انہیں توڑ نہ سکیں۔

باپو نے وہی تعلیم دھرائی۔ ہمیں وہی باتیں یاد دلائیں جو اب سے ہزاروں برس پہلے شری رام دہرایا کرتے تھے سری کرشن کی مرلی نے جو تعلیم دی۔ جو تعلیم ان سریلی تانوں سے نکلی اور ملک میں پھیل گئی وہی تعلیم باپو کی تعلیم تھی۔ مہاتما بدھ کے اصول باپو کے اصول سے علیحدہ تو نہ تھے پھر انپر اعتراض کیوں تھا ہمیں؟ یہ ہماری بدنصیبی تھی، کم عقلی اور کج فہمی کی دلیل تھی یہ۔

باپو کی تعلیمات میں، انکی باتوں میں وہی سب کچھ تو تھا، انہیں باتوں کا عکس تو تھا جواب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے مدنی فلاسفر نے انسانیت کی بقا کیلئے انسان کو سمجھائیں تھیں، مسیح کے پیغامات، شری گرو نانک کے اصول، انسانیت کا سبق ۔ یہی تمام باتیں باپو کی باتوں میں ہمیں ملتی تھیں جنکی ہم جاہلوں، وحشیوں اور درندوں نے انکی زندگی میں کبھی قدر نہ کی۔

کاش آج ان کے نہ ہونے پر ہم سب ملکر ان کی باتوں کو یاد کریں۔ انہیں دہرائیں۔ یقین رکھئے انکی باتیں ہمارے کھوئے ہوئے وقار، ہماری عزت اور ہماری لٹی ہوئی دنیا کو پھر سے سنوار دینگی۔ کاش ہم باپو کی باتوں کو اپنالیں۔

نظمیں

ترانۂ گاندہی .... جناب مولینا ظفر علی خان صاحب

محسن انسانیت .... جناب مولانا اقبال سہیل

مہاتما گاندھی .... جناب تلوک چند محروم

آہ مہاتما گاندھی .... حضرت شعری بھوپالی

زمین کا ستارہ .... رمزی اٹاوی

مقدس خون .... ادیب مالیگانوی

تعزیت نامہ .... نواب صاحب رامپور

ہوالباقی (تاریخ سال وفات - جناب سیماب اکبرآبادی

ترانۂ گاندھی

(از مولانا ظفر علی خاں صاحب)

یہ نظم اگرچہ گاندھی جی کی وفات سے کچھ روز پہلے کی ہے لیکن مولانا موصوف کے تاثرات کو ظاہر کرتی ہے اسلئے نقل کردی گئی ہے:

کبھی اپنی آتما سے نہ میں دشمنی کروں گا
نہ بسوں گا جاکے بن میں نہ میں خودکشی کرونگا
مجھے ایسی کیا پڑی ہے کہ ہمالیہ کو جاؤں
یہیں گھر میں بیٹھے بیٹھے میں ہری ہری کرونگا
مرے دشمنوں سے کہدو کہ میں ہوں دھرم کی مورت
جو کریں گے وہ عداوت تو میں آشتی کروں گا
ہے مرا دھرم اہنسا ہے اسی میں سب کی مکتی
مرے پاس ہے جو ہنڈی اُسے درشنی کرونگا
مرے من کی جھلملی میں نئی جوت کی جھلک ہے
نہ ٹھہر سکیں گی آنکھیں میں وہ روشنی کروں گا
کوئی دن میں سبز ہوگا وہ چمن جو جل رہا ہے
میں ان اپنے آنسوؤں سے وہ فسونگری کرونگا

محسن انسانیت

(از مولینا اقبال احمد خاں سہیل)

(۱) زنجیر غلامی سے کس نے بھارت کو چھڑایا؟ گاندھی نے
صدیوں کے اسیروں کو کس نے آزاد بنایا؟ گاندھی نے

(۲) سائنس کی طوفانی لہریں پربت کو بھی جب ٹکراتی تھیں
ست دھرم کی ٹوٹی نیا کو تب کس نے تیرایا! گاندھی نے

(۳) جب بغض و عداوت کی آندھی قوموں کو اُڑائے جاتی تھی
تب شمعِ محبت کو کس نے سینوں میں جلایا؟ گاندھی نے

(۴) اس خون کی پیاسی دنیا کو بتلائی اہنسا کی شکتی
اس پاپ کی اندھی نگری کو ست مارگ دکھلایا گاندھی نے

(۵) بھارت کے لئے وہ مسیحا تھا اس دیس کا جیون داتا تھا
گو موت سے خود بھی بچ نہ سکا مُردوں کو جلایا گاندھی نے

(۶) سنسار کی اس نے سیوا کی ست دھرم کی اُس نے رکشا کی
جو بوجھ پہاڑوں سے نہ اُٹھے وہ بوجھ اُٹھایا گاندھی نے

(۷) تہذیب و تمدن کے داعی، جب ایٹم بم برساتے تھے
اس شور میں بھی راگ الفت کا دنیا کو سنایا گاندھی نے

(۸) ان موہنی آنکھوں کا جادو پتھر کو بھی پگھلا دیتا تھا
روٹھوں کو منایا گاندھی نے بچھڑوں کو ملایا گاندھی نے

(۹) توحید پرستوں میں اس نے گیتا کا پرچار کیا
ہندو سکھ، عیسائی کو قرآن سنایا گاندھی نے

(۱۰) ہستی کو اس بستی میں تھی روح شرافت خوابیدہ
پیغام حیات نو دیکر پھر اس کو جگایا گاندھی نے

(۱۱) بھارت کے اُجڑے گلشن کو آج اپنے لہو سے سینچ گیا
جو کام کسی سے بن نہ پڑا وہ کر کے دکھایا گاندھی نے

مہاتما گاندھی

(از تلوک چند محروم)

(۱) ہادیٔ امن و اماں تھا پیکرِ ایثار تھا
ہند کی پیشینہ عظمت کا علمبردار تھا

(۲) گو فقیرِ بے نوا تھا عالمِ اسباب میں
سینہ تانے روبروئے سطوتِ اغیار تھا

(۳) جھک گئی انگریز کی شوکت بھی اسکے سامنے
تھا اگر حربہ کوئی، پیکارِ بے آزار تھا

(۴) بہتریں انسانِ دنیا کا نہ یوں مانا گیا
فخرِ شانِ آدمیت، سرورِ ابرار تھا

(۵) حق پسند و حق شعار و حق شناس و حق گزار
عمر کے ہر مرحلے پر حق سے اس کو پیار تھا

(۶) رہنمائی قوم کی درماندگی ہیں اس نے کی
خودسپاری سے شناسائے رہ دشوار تھا

---

(۷) منزلِ مقصود آزادی پہ لے آیا اُسے
ملّتِ مجبور کا وہ کارواں سالار تھا

---

(۸) کیوں نہ جاگ اُٹھتی تری تقدیر اے ہندستاں
جبکہ تیرا راہ بر اک مردِ شب بیدار تھا

---

(۹) رہرو ونکو روشنی ملتی تھی اسکی ذات سے
ہند میں گاندھی منارِ جلوۂ انوار تھا

---

(۱۰) وہ اہنسا کا پیمبر، شانتی کا دیوتا!
یا مسیح اس دور کا گوتم کا یا اوتار تھا

---

(۱۱) مار کر اسکو کسی کے ہاتھ آخر کیا لگا
قوم کے ماتھے پہ کالا داغ ہتیا کا لگا

آہ مہاتما گاندھی

(حضرت شعری بھوپالی)

خود بھی رونا ہے جہاں کو بھی رلانا ہے مجھے
آج ساز غم پہ اک نالا سنانا ہے مجھے

ہائے رے ہندوستاں اے بدنصیبی کے شکار
تو نے گاندھی جی کو کھو کر کھو دیا اپنا وقار

تھو ہے ناتھو رام بدکردار تیری ذات پر
تو نے کی نشتر زنی دنیا کے احساسات پر

صرف گاندھی جی کو کیا مارا تجھے معلوم ہے
قتل کر ڈالا ہے ظالم تو نے ساری قوم کو

بزدلانہ فعل سے نظریں اٹھا سکتے نہیں
دوسری اقوام کو ہم منہ دکھا سکتے نہیں

کون گاندھی؟ وہ کہ جس پر ایشیا کو ناز تھا
جو ہر اک انساں کا غم خوار تھا دمساز تھا

ایک شمع رہبری اک رونق منزل چراغ
بے تعصب جس کا سینہ بے ضرر جس کا دماغ

جو مکمل آدمیت جو مجسم دیوتا
خود پجاری اپنے ہاتھوں سے اسے کر دیں فنا

شانتی مقصد تھا جس کا کل جہاں کے واسطے
وجہ آزادی تھا جو ہندوستاں کے واسطے

جبر و استبداد کا جس نے بدل ڈالا نظام
صفحۂ تاریخ آزادی پہ پہلا جس کا نام

جس کی دنیا عام دنیا کی فضا پر اشکبار
دوسروں کے درد سے جاتا رہے جس کا قرار

نوجوانان سیاست کا معین و دستگیر
تاج شاہی ٹھوکروں میں جس کی ہو ایسا فقیر

بربریت کا مخالف جنگ مذہب کے خلاف
جس کے بے پایاں تقدس کا جہاں کو اعتراف

لاکھ بار انسانیت قربان اس انساں پر
دوسروں کے واسطے جو کھیل جائے جان پر

اے شریک بزم ماتم اے سراپا رنج و غم
تم کو اپنے رہبر محبوب اعظم کی قسم

زمیں کا ستارہ

(از جناب ابو الاسرار رمزی، اٹاوی)

یہاں جلوہ گر تھا وہ مظلوم رہبر — سراپا اہنسا کا معصوم رہبر
کلام اسکا شیریں لطافت کا دریا — پیام اسکا رحم و شرافت کا دریا
وہ گنگا و زمزم کی لہروں کا سنگم — وہ جملہ مذاہب کی نہروں کا سنگم
یگوں کا مبلغ فقیر محبت
وظیفہ تھا جسکا "سلامت سلامت"

نئے ڈھنگ سے اس نے پیکار کی تھی — بلا تیغ باطل پہ یلغار کی تھی
تخیل میں اسکے اک ایسا جہاں تھا — کہ جسکا ہر اک شہر جنت نشاں تھا
نظام اسکا بے فوج و تعزیر ہوتا — فرشتوں کی دنیا کی تصویر ہوتا
پڑوسی پڑوسی کا غمخوار ہوتا
کسی کو کسی سے نہ آزار ہوتا

اماں کا امیں دیوتا شانتی کا — شوالے ہیں جیسے دیا روشنی کا
مٹایا غلامی کو جسکی ضیا نے — بجھایا اسے زہر آگیں ہوا نے
ہے قاتل سے گویا سکوت جنازہ — کھلا یعنی ہیں بقا کا شگوفہ
ہیں سینے پہ داغ اک لئے جا رہا ہوں — اہنسا کی قیمت دئے جا رہا ہوں
مگر یہ شہادت ہے تکمیل عظمت — حیات دوامی پہ مہر صداقت

مقدس خون

(از ادیب مالیگانوی)

کتنے جوہر، کتنے موتی لال ہم سے چھٹ گئے
موت کے ہاتھوں سے بھی ہم اکثر لٹ گئے

رو چکی ہے خون پہلے ہی بہت چشم وطن
کتنے پروانوں کا مرقد بن چکی ہے انجمن

بین فصل گل میں، حسنِ گلستاں لٹتا رہا
روشنی میں دن کی اپنا کارواں لٹتا رہا

ہو چکی ہے پہلے ہی دنیا نگاہوں میں سیاہ
دل سے بھارت کے دھواں بن بنکے پھیلی ہے کراہ

ہو چکے ہیں گم افق میں کتنے زریں آفتاب
اوڑھ لی کتنے اجالوں نے اندھیرے کی نقاب

گل ہوئی ہیں کتنی شمعیں میکدے کے طاق میں
جن کے پرتو سے چمک تھی دیدۂ آفاق میں

سہہ چکے ہیں کتنے غم خواروں کے غم کا وار ہم
زندگی سے آ چکے ہیں تنگ کتنی بار ہم

تیرا مرنا ہم کو لیکن حشر ساماں ہو گیا
مشرق و مغرب کا شیرازہ پریشاں ہو گیا

رائیگاں جاتا نہیں، اہلِ صداقت کا لہو
چشمِ بینا والوں میں ہر اک قطرہ ہے گوہرِ آبرو
چھین لیتی ہے شقاوت جب محبت کا سہاگ
پھونکنے لگتی ہے جب آبادیاں نفرت کی آگ
راہ کو جب چاٹ جاتی ہے سیاہی رات کی
کھڑکیاں کھلتی ہیں جب ہر گام پر خطرات کی
ابنِ آدم جب درندوں کا بنا لیتا ہے روپ
بانٹتی ہے زہر جب چاروں طرف وحشت کی دھوپ
دل سے اُٹھ جاتا ہے جب انسانیت کا احترام
منزلِ تخریب پر جب دوڑتی ہے عقلِ خام
ٹوٹنے لگتا ہے جب تہذیبِ انسانی کا دام
کھلتا جاتا ہے جہاں پر جب مشیت کا بھرم
یوں اُلٹتا ہے ورق جب امن کے مضمون کا
آدمی ہوتا ہے پیاسا، آدمی کے خون کا
اہلِ دل اس کیفیت پر صبر کر سکتے نہیں
جان جو اس طرح دے سکتے ہیں مر سکتے نہیں
کام آسکتا ہے یہ پاکیزہ خوں ہی دہر کے
سرد ہو سکتے ہیں ان چھینٹوں سے شعلے قہر کے

تعزیت نامہ

(از ہز ہائینس نواب صاحب رام پور)

اکھیاں کھولو مکھ سو بولو، دیش کی راکھو لاج
لائے ہیں شردھانجلی ہم گاندھی جی مہاراج

گھر گھر دکھ کے بادل چھائے سکھ کی نیا ڈوبی جائے
بھارت ماتا رو رو کہت ہیں بن کے بگڑ گئے کاج

نین نیر بہاتا چھوڑا، بھگتوں سے کاہے مکھ موڑا
دیویں دہائی بھارت واسی باپو جاگو آج

دونوں جگ میں نمری جے ہو گولی کھاکے امر بھئے ہو
ہم سے بچھڑ کے سورگ گئے ہو سنگت کا پہنے تاج

جس نے بیڑا دیش کا تارا بھئے ساگر سے پار اتارا
اسکو کس نردئی نے مارا بتاؤ وہ ہے ہم

اس دھرتی کی ریت ہے نیاری اسکو میٹیں مہا کاری
تن من دھن جو تج کے چاہے سدا اہنسا راج

ہندو مسلم اب بہاریں من تمرے اپدیش پہ واریں
مل جل سب جے ہند پکاریں با جیں پریمی باج

ہا! کیا یہی سبب وجہ ہے گھر گھر دیکھو تمری جے ہے
پہلے تو گاندھی جی دیش گرو تھے جگت گرو ہو آج

رچا پیا کو سوچ یہی ہے، تمرے بن سنکوچ یہی ہے
اس جیون میں دیکھ نہ پائے پھولا پھلا سوراج

(نوٹ) آخری اور اس سے پہلے شعر سے بالترتیب ۱۹۴۸ء اور ۲۰۰۴ء بکرمی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

ترجمہ (۱) اشک عقیدت (۲) شہادت (۳) فرشتۂ اجل
(۴) تشدد پسند (۵) امن پسند (۶) حق کی فتح
(۷) اضطراب (۸) زندگی

ہو الباقی

زمانۂ حال کے سات مروجہ سنوں کے مادہ وفات

جناب سیماب ——— اکبرآبادی

(۱)

سال آزادی میں بھی سیماب فکر سال فوت — بولا ہاتف لکھدو پہلا حرف نقطِ انقلاب

——— ۱۹۴۷ + ۱ - ۱۹۴۸

کہو بنگلہ میں سالِ فوت سیماب — فسردہ تن شہید قوم گاندھی

——— ۵۴ بنگلہ ۱۳

سال فصلی میں ہے یہ سال وفات — رفعت آرا مہاتما گاندھی

——— ۵۵ فصلی ۱۳

سنئے اب سال الٰہی میں بھی تاریخِ وفات — پاکباز و ہادی ہندوستان مقبول قوم

——— ۵۷ فصلی الٰہی ۱۳

سال ہجری یہ لکھدو اے سیماب — مخلص بے ریا شہید وطن

——— ۶۷ ہجری ۱۳

یوں کہو اے سیماب سالِ عیسوی — خون صاحب جاہ انسان عظیم

——— ۴۸ ۶ ۱۹

کہو سمت میں سالِ فوت سیماب — ہوا مسمار خورشید سیاست

۲۰۰۴ بکرمی

کتبہ ممتاز علی آخر دہلوی